اظہار غیب

مجموعۂ کلام و ضمیمۂ حیات

حضرت سید شاہ محمد عثمان حسینی ذکی مرشد پاشاہ قدس اللہ سرہ

ناشر

ریاض مدینہ پبلی کیشنز

ریاض مدینہ مصری گنج حیدرآباد

اظہارِ غیب

نعت و منقبت پر مشتمل کلام

حضرت حکیم سید محمد عثمان حسینی ذکی

مع ضمیمۂ حیات و ارشادات

ریاض مدینہ پبلکیشنز

نام کتاب	:	اظہار غیب
شاعر	:	حضرت سید محمد عثمان حسینی ذکیؒ
سن اشاعت	:	۲۰۱۴ء
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
ناشر	:	ریاض مدینہ پبلی کیشنز
کمپیوٹر کتابت	:	ریاض مدینہ اسلامی مرکز
فون	:	۹۸۸۵۰۹۱۷۹۴، ۹۷۰۱۳۲۵۶۶۷
سرورق	:	محی اکیڈمی
قیمت	:	۱۰۰ روپیہ
مطبوعہ	:	اسپیشل پرنٹنگس
ترتیب کار	:	حضرت ڈاکٹر سید محمود صفی اللہ حسینی وقار پاشاہ قادری صاحب

Published by
Riyaz e madeena Publication

ملنے کے پتے
- ❖ ریاض مدینہ پبلیکیشنز۔
- ❖ ریاض مدینہ اسلامی مرکز۔

شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	عرض ناشر - حافظ سید علی محی الدین محبوبؔ قادری	۷
۲	تقریظ - حضرت علامہ سید محمد صدیق حسینی عارفؔ قبلہ مدظلہ	۱۰
۳	تقریظ - حضرت علامہ حکیم سید ابوعبداللہ الحسین شہنشاہؔ قادری مدظلہ	۱۳
۴	تحدیث - ڈاکٹر مولانا سید غوث علی سعید احمدؔ حنبلی	۱۹
۵	آستاں پر آپ کے ہو جس کا سر یا مصطفیٰ	۲۵
۶	طفلی سے ہوں فدائی شہِ ہر دوسرا کا	۲۷
۷	خاک دیکھے گی تماشہ گلشن ایجاد کا	۲۹
۸	مرا ماویٰ مرا مامن ہے کوچہ میرے خواجہ کا	۳۱
۹	خواہش ہے مال و زر کی نہ طالب ہوں جاہ کا	۳۳
۱۰	اللہ رے حوصلہ ترے در کے فقیر کا	۳۵
۱۱	دونوں جہان پر ہے اثر غوث پاک کا	۳۶
۱۲	رکھے یہ آرزو ہر پائے مال خواجہ کا	۳۷
۱۳	مستند ہوں غلام خواجہ کا	۳۸
۱۴	وجہہ شہرت دل لگانا ہو گیا	۳۹
۱۵	ادنیٰ ہوا ہے اعلیٰ خواجہ کے آستاں پر	۴۰
۱۶	انھیں اپنے تصور میں بٹھا کر	۴۲
۱۷	ہو کرم مجھ پر کچھ ایسا خواجہ بیکس نواز	۴۳
۱۸	یوں دکھا دیجے کرامت خواجہ بیکس نواز	۴۵





قطعۂ تاریخ طباعت

اظہارِ غیب

شکل اظہار غیب میں آیا
ہو کے ارزاں خزانۂ معشوق
کہی احمد نے اس طرح تاریخ
"نقدِ ایماں خزانۂ تاریخ"

۱۴۳۵ھ

نتیجۂ فکر

ڈاکٹر احمد حنبلی

عرض ناشر

الحمد لله الذی خلق السموت والارضین والصلوات والسلام علی أشرف المرسلین وعلی آله وصحبه أجمعین

اما بعد

بضمنِ عرس مبارک حضرت سیدی حکیم سید عثمان حسینی ذکی علیہ الرحمۃ والرضوان حضرتؒ کے دیوان موسوم بہ اظہار غیب کو منظر عام پر لایا جارہا ہے۔

حضرت علیہ الرحمہ حضرت سیدی خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ علیہ الرحمۃ کے نبیرہ اور حضرت سیدی یحییٰ پاشاہ علیہ الرحمہ کے تیسرے صاحب زادے تھے۔ یہ ایک ایسے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں جس نے سرزمین دکن میں چار جانب علم کے علم گاڑ دیئے۔ خواہ وہ تحریری شکل میں ہو خواہ تقریری۔ جس میدان میں قدم رکھا اس میں کامیابی اور کامرانی اپنے نام کرلی۔ اور جب بات شاعری کی ہو تو مانو یہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو۔ حضرت ممدوح کے کلام کا حسین اور شگفتہ اسلوب

اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ کی شاعری ایمان وایقان، عشق وعرفان، خلوص و وجدان، جذبۂ اعمال صالحہ، اجتناب افعال قبیحہ اور محبت اولیاء، صحبتِ اصفیا وغیرہا کی دعوت دیتا ہے۔ جس کا حرف حرف سرور ہے، لفظ لفظ نور ہے۔ جس کی رعنائی وچاشنی یقیناً قاری کے دل میں حُبّ نبیؐ، عشقِ اہل بیت اور نسبتِ اولیاء دلوں پر نقش کردے گی۔

حضرت ممدوح کا اسم مبارک بھی یقیناً ان اشخاص کی فہرست میں آتا ہے جو ہر فن میں اپنے نام کا پرچم لہرا گئے۔ تفسیر قرآن فرماتے، حدیث وفقہ کا درس دیتے، ادب کی تعلیم سے سرفراز فرماتے۔ حضرتؒ نظامیہ طبی کالج میں بحیثیت ریسرچ آفیسر وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔ وہاں پر کئی حکماء کو آپ سے شرف تلمذ حاصل رہا۔

اس کتاب کی ترتیب حضرت کے چھوٹے صاحب زادے آفتاب خطابت صاحب ذی وقار ومرتبت حضرت ڈاکٹر سید محمود صفی اللہ حسینی المعروف بہ وقار پاشاہ نے فرمائی۔ حضرتؒ نے اپنے اشعار اس طرح جمع نہیں فرمائے جس طرح عموماً شعراء اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس وجہ سے مجموعہ ہذا کو بڑی عرق ریزی سے اکھٹا کیا گیا ہے۔ اور کام کے معاونین میں نبیرۂ حضرتؒ عزیزم سید عثمان حسینی ذکی

اور عزیزم سید شمس تبریز رفاعی قادری شامل ہیں جن کا نام لینا میں ضروری سمجھتا ہوں اور بالخصوص حضرتؒ کی نبیری عزیزی امۃ الطیب مبشرہ جنھوں نے گھر ہی میں ٹائپنگ کا اہم اور مشکل مرحلہ بہ آسانی طئے کردی۔

اس کتاب کو دو حصوں پر منقسم کیا گیا ہے پہلا حصہ حضرت کی شاعری اور دوسرا حصہ آپ کی سوانح حیات پر مشتمل ہے۔

حصۂ شاعری میں بالترتیب نعتیں اور منقبتیں رکھی گئی ہیں۔

حضرت کی سوانح کے بعد حضرت کے ارشادات اور تعلیمات بالاختصار قارئین کے افادہ کی خاطر درج کئے جارہے ہیں۔

مولیٰ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں اس کتاب سے نفع تام حاصل کرنے کی توفیق رفیق عنایت فرمائے۔آمین، بجاہِ طٰہٰ ویٰسین۔

غلام از غلامانِ خواجہ

حافظ سید علی محی الدین محبوبؔ قادری

تقریظ

از: حضرت علامہ سید محمد صدیق حسینی عارفؔ قبلہ مدظلہ

(سجادہ نشین بارگاہِ حضرت خواجہ محبوب اللہؒ)

الحمدلله رب العٰلمین وصلواۃ والسلام علیٰ سیدالانبیاءِ والمرسلین واٰله واصحابه اجمعین

حضرت سیدی حکیم سید عثمان حسینی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ حضرت قطب دکن سیدی ومرشدی یحیٰی پاشاہ قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے سند ملے صاحبزادہ ہیں اور میرے سند ملے چچا حضرت قبلہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مرقد کو نور سے بھر دے۔

مجھے اس اطلاع سے بڑی خوشی ہوئی کہ چچا حضرت قبلہ کا کلام زیرِ طبع ہے میں کچھ ناامید ہو گیا تھا کیونکہ چچا حضرت کے وصال کے بعد ان کے بنگلہ کا وہ حصہ جہاں چچا حضرت اکثر تشریف رکھا کرتے اور اکثر ضروری کاغذات مثلاً شاعری وغیرہ کے اہم کاغذات وہیں رکھتے

تھے۔ان کے کثیر کتب کو دیمک نے کُلُّ مَن عَلَیھَا فَان کا نوالہ بنا دیا ہے تو اب ان کے دیوان کے چھپنے کی گنجائش نہیں رہی ہوگی لیکن جس کو اللہ رکھے اسے کون چکھے کے مصداق ہو گیا یعنے چچا حضرت قبلہ کی یہ بھی کرامت ہو گئی کہ اللہ نے ان کے کلام کی حفاظت فرمایا اور تلف ہونے سے بچ گیا اور آج وہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کے سامنے پیش ہو رہا ہے۔

حضرت سیدی عثمان حسینی صاحب قبلہ صرف صوفی ہی نہ تھے بلکہ عالم باعمل حکیم حاذق سے مشہور زمانہ بھی تھے اور یونانی طبی کالج کے پروفیسر اور نظامیہ کے مولوی فاضل ہونے کی وجہ علما واطباء کی صف میں ان کا اک مقام خاص تھا چنانچہ مدت دراز تک صدر مجلس علماء دکن کے معتمد بھی تھے صوفی خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے ناطہ ان کے کلام میں صوفیانہ انداز بھی پایا جاتا ہے حضرت سیدی سید عثمان حسینی ذکی علیہ الرحمہ ایک ایسے گھرانہ کے فرزند دلبند ہیں جن کی کئی پیڑیوں سے شاعری ان کے گھر کی ہوگئی ہے آپ کے والد حضرت سیدی یحیٰی پاشاہ علیہ الرحمہ حاذقؔ تایا حضرت عثمان حسینی فائق علیہ الرحمہ دادا حضرت سیدی

خواجہ محمد صدیق حسینی المتخلص خلق رحمۃ اللہ علیہ ہیں اس لئے شگفتگی ، بے ساختگی سلاستِ زبانی ، تڑپ ، سوز گداز اور وجدانیت ان کے کلام میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے میں اپنے سلسلہ سے تعلق رکھنے والوں کو خاص کر یہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت ذکی علیہ الرحمہ کا دیوان ضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں تا کہ اس کتاب کے پڑھنے سے سرور اور نورانیت دل کو نصیب ہو اور ان کے ظاہری و باطنی فیض سے دل مامور ہو۔





تقریظ

از: حضرت علامہ حکیم سید ابوعبداللہ الحسین شہنشاہ قادری مدظلہ

الحمدلله والصلوٰة والسلام علی رسول الله ﷺ ورضی الله عن اله واصحابه وذریاته

شاعری ، احساسات فکر اور جذبہ کو غزل کی بحور میں ڈبو کر پیش کرنے کا نام ہے۔ کبھی یہ احساسات اور جذبے شاعر کے اپنے ہوتے ہیں تو کبھی شاعر دوسروں کے احساسات کی ترجمانی کرتا ہے۔ اپنے جیسے شاعر کی اشعار پر نقد وتنقید جائز ہے مگر بزرگانِ دین کی شاعری پر لب کشائی سے احتیاط ضروری ہے کہ کہیں یہ سوءادبی کا سبب نہ بنے۔

ایک حکایت سنئے۔ ایک بادشاہ حضرت سعدی کی شاعری کو بہت پسند کیا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے مصاحبین کے ساتھ بیٹھا ہوا محو گفتگو تھا کہ بات حضرت سعدی کی شاعری کی نکل گئی۔ بادشاہ کہنے لگا کہ ایسا کلام کوئی نہیں کہہ سکتا۔ مصاحبین میں ایک شاعر صاحب بھی تھے وہ جرأت کر کے کہنے لگے کہ حضرت سعدی بزرگ ضرور ہیں مگر نبی نہیں اور نہ

ان کا کلام نعوذ باللہ قرآن ہے کہ جس کے مقابل کسی دوسرے کے کلام کو نہیں لایا جاسکے ۔ بادشاہ سلامت کو بہت غصہ آگیا۔ کہنے لگا کہ میں چند چیزیں ان کی پیش کرتا ہوں ۔ان کے مماثل یا ان سے اچھا کلام کوئی کہے تو انعامات سے مالا مال کرنے تیار ہوں اور اس کے لئے چالیس روز کی مہلت بھی دیتا ہوں ۔اور اگر دعویٰ باطل ثابت ہو جائے تو یاد رہے کہ اس کی گردن اڑادی جائیگی ۔ مصاحب کو اپنی صلاحیت پر بہت گھمنڈ تھا ۔انعامات کے لالچ نے حضرت سعدی سے مقابلہ کیلئے اسے تیار کردیا۔ اس کے لئے شاہی محل میں ایک کمرہ کا انتظام کیا گیا۔بہترین کھانے پینے کی اشیاء کا چالیس روز تک اہتمام کیا گیا۔قلم کاغذ فراہم کئے گئے۔شاعر صاحب حضرت سعدی کے کلام کے مقابل دوسرا کلام نظم کرنے لگے۔۳۹ دن بیت گئے، چالیسویں شب شاعر کو سرور عالم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔کیا دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مصاحب شاعر سے مخاطب ہو کر حضرت سعدی کا ایک ایک کلام پڑھتے جارہے تھے اور فرماتے جارہے تھے کہ ایسا کلام کوئی اور ہو نہیں سکتا۔ بار بار حضور کے ایسا کہنے نے شاعر کا سب گھمنڈ توڑ دیا۔ جب یہ صبح نیند سے بیدار ہوئے تو اپنی تمام غزلیں

پھاڑ پھاڑ کے پھینک دیں۔صبح ہوئی تو دربار میں آئے اور کہا کہ مری گردن اڑھادی جائے۔ میں حضرت سعدی کے مقابل کچھ بھی نہ لا سکا۔ بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی۔ کہنے لگا کہ ہر شاعر اپنے ٹوٹے پھوٹے اشعار بڑے بڑے شاعر کے مقابل لا کر پیش کرتا ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ کرنے والا ایک شعر بھی مقابلہ کیلئے نہیں لایا ہے۔ خادمین کو حکم دیا کہ اسکے کمرہ کی چھان بین کی جائے۔ جو کلام بھی ملے لا کر پیش کیا جائے۔ خادمین بعد تلاش آ کر کہنے لگے کہ سب پھٹے کاغذات ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ ان کو جوڑا جائے۔ جب جوڑا گیا تو ایک سے ایک اچھا شعر تھا۔ بادشاہ شاعر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ارے یہ شعر تو تم سعدی سے مقابلہ کیلئے پیش کر سکتے تھے۔ مگر معاملہ کیا ہے کچھ تو بتاؤ ؟ تو مصاحب شاعر صاحب نے اپنا رات کا خواب سنایا اور کہا کہ مرے اشعار کے الفاظ اچھے ہیں مگر سعدی ہی کا کلام اچھا ہے کیونکہ اس کی تعریف وتوصیف کرنے والا سب سے اچھا ہے۔ اب کسی کی تعریف آقا ﷺ کی تعریف کی تنقیض نہیں کرسکتی۔

عمِ محترم حضرت ذکیؔ کے کونسے شعر کی تعریف وتوصیف کس کی

زبان مبارک سے نکلی ہوگی اس کا اندازہ ہمیں نہیں۔ بہتر ہے کہ ہم ان کے ہر جذبہ اور ہر احساس کے ہمنوا ہو جائیں تاکہ گستاخی سے نہ صرف بچیں بلکہ ہمنوائی ہم کو کرم کا مستحق بنا دے۔

ایک اور واقعہ یاد آرہا ہے، اس کو بھی ذہن نشین رکھیں تو بزرگوں کے اشعار کی علویت اور عظمت کا خیال ہم کو سوءادبی سے بچا سکتا ہے۔

یہ کوئی سنی سنائی داستان نہیں بلکہ محترم شاعر کی سنی ہوئی بات ہے۔ پانچ دہے قبل کے ایک صوفی بزرگ شاعر تھے۔ انہیں کہیں سے دعا گوئی کے پیسے بھی ملا کرتے تھے۔ نذر گزارنے والے کے ماحول پر دشمنوں کی یلغار ہونے لگی تو یہ بزرگ شاعر ان کی حفاظت کیلئے اپنے بزرگوں کے جلالی اوراد پڑھنے شروع کردئے۔ بجائے اسکے کہ دشمن پسپا ہو یا انکی یلغار رکے، یا کم ہو، خود انہیں خون کے پاخانے آنے لگے۔ رات کا وقت تھا، پریشان ہوگئے۔ اپنی محل محترمہ سے اس کا اظہار کیا۔ وہ کہنے لگیں کہ ایسے معاملہ میں آپ عموماً بحر العلوم مولانا عبدلقدیر صدیقی سے مشورہ لیا کرتے ہیں، کیا انہیں بلوایا جائے ؟

تو کہنے لگے کہ اس کی ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت ہوگی تو وہ خود

آجائینگے ۔محترم صوفی شاعر پر رات یونہی کٹھن گزر گئی ۔علی الصبح اول

وقت نماز فجر ادا کی ۔اس کے بعد لیٹے تھے اور آنکھ لگی تھی کہ گھر کی پھاٹک

پر زور دار کھٹکا ہونے لگا۔محل محترمہ جھنجھلا گئیں ۔قریب جا کر کہا ارے کون

کمبخت ہے؟ آواز آئی کہ میں عبدالقدیر ۔یہ پھاٹک کھولیں اور دریافت

کیا کہ اتنی صبح آپ کیسے تشریف لائے ۔فرمایا کہ تم ہی نے تو بلایا ہے:

اس کے بعد محترمہ نے محترم صوفی شاعر کو جگایا۔ دونو بزرگوں کی کچھ دیر

بات رہی ۔اس کے بعد محترم صوفی شاعر پھر سو گئے اور خواب میں

آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے ۔محترم صوفی شاعر

فرماتے تھے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے پائے اقدس پر سر رکھا۔

آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور بے ساختہ ایک شعر میری زبان پر

آگیا۔فرماتے تھے کہ نیند سے اٹھنے کے بعد بھی وہ شعر یاد تھا۔ اس لئے

دن میں میں نے اس بحر پر طبع آزمائی کی اور پوری نعت شریف مکمل کی۔

اب سوچیئے کہ جس کے کلام کی ابتداء حضور اقدس ﷺ کے

قدوم پاک سے ہوئی اس غزل کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔یقیناً انکے تصور

میں دن بھر حضور اکرم ﷺ رہے ہونگے۔ ہر شعر حضورؐ کے تصور میں نظم

ہوا ہوگا۔ اس نعت شریف کا مقابلہ کسی نعت شریف سے کیسے ممکن ہے اس لئے بزرگوں کے کلام کو نقد و تنقید سے بالا سمجھ کر انکے جذبہ محبت کا ہمنوا بن کرنا جائے اور لطف لیا جائے تو جو فیوضات و برکات سے ہم مالا مال ہو سکتے ہیں کسی اور کلام سے ہونہیں سکتے۔ ہم کو معلوم ہے کہ حضرت حکیم سید محمد عثمان حسینی ذکیؔ افاضنااللہ فیضانہ ان انوار غیب کے آشنا تھے جنہیں ہمارے احساسات چھو بھی نہیں سکتے۔ یہ ایک پاک دامن مرشد کامل اور فیضان وانوارِ حضرت سید یحییٰ پاشاہ قبلہ علیہ الرحمہ کے حامل تھے۔ کیا عجب ہے، اگر ہم اپنے آپ کو ان میں فنا کر کے ان کے اشعار پڑھیں تو وہ کرم جو ان پر برسا ہوگا ہم پر بھی برس جائے اور ہمارے گناہ بھی دُھل جائیں۔





تحدیث

از: ڈاکٹر مولانا سید غوث علی سعید احمد حنبلی

الحمد لله سبحانه والصلوٰة و السلام علی حبيبه سيدنا
محمد عظم الله شانه وعلیٰ اله و صحبه نسئل الله
بجاههم رحمته و رضوانه

سلف لکھ گئے جو قیاس و گماں سے
صحیفے ہیں اترے ہوئے آسماں سے

الطاف حسین حالؔی نے اس شعر میں اکابرین سلف کے تخیلات کے مجموعوں کو صحف آسمانیہ سے تشبیہ دی ہے۔ بالکل بجا کیا ہے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ قیاس وگمان سے نکلے ہوئے رشحاتِ قلم حالؔی کی نظر میں یہ مقام رکھتے ہیں تو تجربات انسانی اور الہامات ربانی کا کیا مرتبہ ہوگا۔ اور میں یقیناً یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت ذکی کا یہ مجموعہ کلام قیاس وگمان پر مشتمل نہیں بلکہ واردات کی ترجمانی اور فیضان روحانی ہے ۔ ویسے بھی ایمانیات کا معاملہ غیب سے متعلق ہونے کے باوجود وہم و

گمان سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہاں تو عین الیقین اور حق الیقین کی باتیں ہوتی ہیں۔ حضرت خوجہ محبوب اللہ فرماتے ہیں ۔

مسند لگی ہوئی ہے مرے بادشاہ کی
اس جا جہاں نہ دخل ہو وہم و گمان کا

یہاں تو از اول تا آخر صداقت و حکمت کے گل بوٹے ہیں۔ صادق و حکیم کی زبان کھلتی ہے یا قلم اٹھتا ہے تو صداقت و حکمت کے ہی چشمے پھوٹیں گے۔ یہاں اٹکل و قیاس کا دور دور تک کوئی گزر نہیں ہوتا۔ ایسے کلام کا ایک ایک لفظ آبدار موتی سے کم نہیں ہوتا۔ اس سرزمینِ سخن کی خاک مشکِ ختن سے کم نہیں ہوتی۔ اس گلزار ایماں کی خوشبو جنت کی خوشبو کا لطف دیتی ہے اور صاحبِ سعادت اسکے ذریعہ اپنے مشام جاں کو معطر کر لینے کا راستہ نکال لیتا ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ۔

ریح ریحان است یا بوئے بہشت
خاک شیراز است یا مشک ختن

لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس حقیقت کو سمجھنا اور اس سے لطف اندوز ہونا ہر کسی کے نصیب میں ہوتا نہیں۔ حضرت ذکیؒ فرماتے ہیں ۔

خاک دیکھے گی تماشہ گلشنِ ایجاد کا
چشم نرگس کی ہے دیدہ کور مادر زاد کا

البتہ جو اس تماشے کو دیکھتا اور سمجھتا ہے وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت ذکیؒ نے خود اس بات کی تصدیق فرمائی ہے۔

میری تڑپ کو دیکھنے والے تڑپ گئے
مارا ہوا ہوں ان کی اُچٹتی نگاہ کا

اور اس اچٹتی نگاہ کے مارے ہوئے دیوانے دنیا کے لئے تماشہ بن جاتے ہیں۔ بظاہر وہ دنیا کے سامنے رسوا ہو جاتے ہیں لیکن دراصل وہ روحانی میکدے کے ایسے رند ہوتے ہیں جن کو پلا پلا کے مست و بے خود کر دیا گیا ہو۔ اور وہ اس بے خودی میں بھی میخانے کے اس فیض کو جاری رکھنے کا ذریعہ بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

مست ہوکر میں تو رسوا ہوگیا
تیرے میخانے کی شہرت ہوگئی

یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی کا حق ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے مادہ

پرستی کی تاریکیوں سے اپنے آپ کو بچا کر روحانیت کی شمع روشن کی ہوئی ہے۔ دوسری طرف مادہ پرستی کا شکارلوگ روحانیت کی دنیا سے دور اندھیری وادیوں میں بھٹک کر اپنی عمرِ عزیز کو رائیگاں کر بیٹھتے ہیں۔ جب ''دم واپسیں بر سرِ راہ ہے، عزیز داب اللہ ہی اللہ ہے'' کا وقت آتا ہے تو خود ان کا ضمیر ان کی نالش کرنے لگتا ہے۔ بقول خواجہ میر درد ؎

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے

لیکن اِدھر محبت کی بازی لگانے والا اپنے محبوب کے دیدار کا متمنی ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے جنت کے نظارے ہوتے ہیں جہاں اس کو اپنے محبوب کا دیدار ہوگا۔ وہ یہی سوچ کر اپنی کامیاب زندگی پرسرور وانبساط کے مزے لیتا رہتا ہے۔ حضرت ذکیؒ فرماتے ہیں ؎

وجہ شہرت دل لگانا ہوگیا
میرا دنیا بھر میں چرچا ہوگیا
آپ کا جو نام لیوا ہوگیا اس کا
جنت میں ٹھکانہ ہوگیا

یہ المرء مع امن احب وانت مع من احببت کا ثمرہ ہے۔ یہ محبت ہی اصلی کسب ہے۔ محبوب کی صورت کا تصور ہی اصلی شغل ہے اور محبوب کی یاد ہی اصلی ذکر ہے۔ فرماتے ہیں۔

شغل کیا ہے اس کو لانا ہے نگاہ شوق میں
ذکر کیا ہے لطف لینا ہے کسی کی یاد کا
نام ہے ہر نام سے بہتر خدا کا اے ذکی
شغل ہے ہر شغل سے بہتر اسی کی یاد کا

دیکھنے میں آیا ہے کہ جب ایسے نفوسِ پاکیزہ شعر و شاعری سے شغف رکھتے ہیں تو اکثر حمد، نعت اور منقبت کی طرف ہی ان کا میلان اور ان کی توجہ ہوتی ہے۔ کبھی کبھار المجاز قنطرۃ الحقیقتہ کی روشنی میں مجازی غزلیں کہہ بھی دیتے ہیں تو حقیقت ہی جھلکنے لگتی ہے۔ گویا منصور کے پردے میں خدا بول رہا ہو۔ حضرت ذکیؒ غزل میں فرماتے ہیں۔

تجھ پہ کیوں میری طبیعت آ گئی
وہ ادا کیا تھی جو دل کو بھا گئی
ضبطِ غم پر تھا طبیعت کو گھمنڈ
چار ہی دن میں مگر گھبرا گئی

جن کو عامۃ الناس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے منتخب و مامور کیا جاتا ہے انکے کلام میں رشد و ہدایت کی ضیا پاشیاں بھی ہوتی ہیں ۔ وہ جہاں کہیں موقع ملے اپنا یہ کام بھی کر جاتے ہیں ۔فرماتے ہیں ۔

نیت اگر ہو پاک تو جائز ہے ہر نظر
پھر بھی لحاظ چاہئے پہلی نگاہ کا

غرض یہ کہ حضرت ذکی علیہ الرحمہ کے کلام میں محبت کا سوز وگداز بھی ہے، ربط ونسبت کی نغمگی بھی ہے، زبان و بیان کی چاشنی بھی ہے اور پند ونصیحت کی روشنی بھی ۔ نظر والے کے لئے سب کچھ ہے اور کورچشم کے لئے کچھ بھی نہیں ۔کلام ذکؔی کی اشاعت کے موقع پر میرا نیؔس کا یہ شعر یاد آتا ہے ۔

نہریں رواں ہے فیضِ شہ مشرقین کی
پیاسو پیو ، سبیل ہے نذرِ حسینؑ کی





آستاں پر آپ کے ہو جس کا سر یا مصطفیٰ
ہے مقدر اس کا گویا اوج پر یا مصطفیٰ

چھوڑ کر ہم آپ کو جائیں کدھر یا مصطفیٰ
آپ بن کوئی نہیں ہے چارہ گر یا مصطفیٰ

آپ کے قدموں پہ سر ہو اور رخ پر ہو نظر
اس طرح دنیا سے ہو میرا سفر یا مصطفیٰ

جب پریشانی مری حد سے سوا ہو جائے گی
آپ کو آتے بنیگی میرے گھر یا مصطفیٰ

یہ مرا ایمان ہے دونوں جہاں میں آپ ہی
ہیں خدا کے بعد قصہ مختصر یا مصطفیٰ

ہو قبول اتنی گزارش بندۂ نا چیز کی
آپ کا ہو سنگِ در اور میرا سر یا مصطفیٰ

جس طرف بھی دیکھتا ہوں آپ ہی بس آپ ہیں
اور تو کچھ بھی نہیں آتا نظر یا مصطفےٰ

آپ ہی مطلوب ہو اور آپ ہی مقصود ہو
بس ہمیشہ آپ ہوں پیشِ نظر یا مصطفےٰ

آل کا اولاد کا اصحاب کا ازواج کا
پھینک دیجئے آج صدقہ کچھ ادھر یا مصطفےٰ

عرش سے آئیں ملک میری زیارت کیلئے
گلشنِ طیبہ ہو مدفن میرا گر یا مصطفےٰ

ہے ذکی بھی ایک ادنیٰ آپ کے در کا غلام
اس پہ ہو لطف و عنایت کی نظر یا مصطفےٰ

طفلی سے ہوں فدائی شہِ ہر دوسرا کا
محتاج اگر ہوں تو فقط ان کی عطا کا

دامانِ مبارک کے ہوں سایہ میں ازل سے
یہ خاص کرم ہے مرے محبوبِ خدا کا

پھر کیا نہیں اس ہاتھ میں جس ہاتھ میں یہ ہے
دامن بھی عجب چیز ہے محبوب خدا کا

وابستہ بہ ہر حال گھرانے سے ہوں ان کے
القصہ یہ درجہ ہے مرے بختِ رسا کا

جو ان کا ہے ایمان ان ہی کا ہے خدا پر
بندہ ہے خدا کا تو ہے محبوب خدا کا

گو لاکھ برا ہی سہی پر جاوں کہاں میں
رکھنا ہے خیال آپ کو موروثی گدا کا

شاہانِ زمانہ بھی قدم بوس ہیں اس کے
دیدار ہوا ہے جسے نقشِ کفِ پا کا

یہ دل بھی عجب دل ہے ہوا جس کا ہوا ہے
یہ دیدہ عجب دیدہ ہے تا کا جسے تا کا

بندہ ہے ذکی آپ کا پیشہ ہے طبابت
گنجینہ بنا دیجے اسے فہم و ذکا کا





خاک دیکھے گی تماشہ گلشن ایجاد کا
چشم نرگس کی ہے دیدہ کورمادر زاد کا

محویت دیدار کی کیا رنگ لائے کیا خبر
خود فراموشی ہے جب عالم کسی کی یاد کا

شغل کیا ہے ان کو لانا ہے نگاہ شوق میں
ذکر کیا ہے لطف لینا ہے کسی کی یاد کا

ہچکیاں کیوں نزع میں آتی ہیں یہ کیا راز ہے
کیا مجھے پیغام دیتی ہیں کسی کی یاد کا

زندگانی کے مزے ہر سانس میں آتے رہے
سلسلہ باقی رہا جب تک کسی کی یاد کا

ذرۂ ناچیز ہوں اس کا غبارِ راہ ہوں
کیا بگاڑیگا کوئی مجھ خانما برباد کا

جو بھی کرنا ہو بغیر اس کے اشارے کے نہ کر
یاد ہے مجھ کو سبق اب تک مرے استاد کا

اب ضرورت ہے عمل کی، بن کے مرد باعمل
آؤ نقشہ ہی بدل دیں عالم ایجاد کا

نام ہے ہر نام سے بہتر خدا کا اے ذکی
شغل ہے ہر شغل سے اچھا اسی کی یاد کا





مرا ماویٰ مرا مامن ہے کوچہ میرے خواجہ کا
مرا ملجا مرا مسکن ہے روضہ میرے خواجہ کا

خدا رکھے سلامت تا قیامت فیضِ خواجہ کا
بہت کافی ہے میرے سر پہ سایہ میرے خواجہ کا

وہی دیتے ہیں سب کو اور انہیں سے مانگتا ہوں میں
مجھے جو مل رہا ہے سب ہے صدقہ میرے خواجہ کا

وہی بندہ نوازی بندگی کے لطف لیتا ہے
جو سچے دل سے ہو جاتا ہے بندہ میرے خواجہ کا

چھڑانے والا جب کوئی نہ تھا مجھکو مصیبت سے
خیال اس وقت آخر کام آیا میرے خواجہ کا

گماں سے وہم سے عقل و خرد سے ہے پرے
میرے سمجھ میں آج تک آیا نہ رتبہ میرے خواجہ کا

میری آنکھوں میں کوئی دوسرا کیونکر سمائے گا
نظر آتا ہو جب ہر سمت جلوہ میرے خواجہ کا

غلاموں کی کوئی حاجت ہو پوری ہو کے رہتی ہے
مشیت حق تعالیٰ کی ہے منشا میرے خواجہ کا

مرادیں اس کی بر آئیں تمنائیں ہوئیں پوری
دعائیں جس نے کی لیکر وسیلہ میرے خواجہ کا

تصور میں میرے خواجہ کے ایسا کھو گیا ہوں میں
کہ مجھ کو ہو گیا مجھ پر ہی دھوکا میرے خواجہ کا

کہوں کیا اے ذکی ان کے کرشمے مختصر یہ ہے
قضا ٹل جاتی ہے پا کر اشارہ میرے خواجہ کا

خواہش ہے مال و زر کی نہ طالب ہوں جاہ کا
محتاج ہوں بس ایک کرم کی نگاہ کا

عالم بدل گیا دل حیرت پناہ کا
دیکھا تصرف آپ نے اپنی نگاہ کا

میری تڑپ کو دیکھنے والے تڑپ گئے
مارا ہوا ہوں ان کی اچٹتی نگاہ کا

ان سے نگاہ میں نے ملائی ہزار بار
لیکن کھلا نہ بھید طلسمِ نگاہ کا

مجروح کر کے دل کو جگر کے ہوا ہے پار
اللہ رے توڑ آپ کی تیرِ نگاہ کا

واقف ہوں میں جہان کے ہر انقلاب سے
پھرنا نگاہ میں ہے تمہاری نگاہ کا

نیت اگر ہے پاک تو جائز ہے ہر نظر
پھر بھی لحاظ چاہئے پہلی نگاہ کا

مجھ کو گلی میں یار کی مٹنا نصیب ہو
خاکِ لحد غبار بنے اس کی راہ کا

مجھ پر ہے اعتماد تو بحثِ وفا نہ چھیڑ
حدِّ یقیں میں کام نہیں اشتباہ کا

جاؤں گا کیسے داورِ محشر کے سامنے
کس طرح بار اٹھاؤں گا میں ہر گناہ کا

افسردہ آپ کرتے ہیں کیوں اہل بزم کو
قصہ نہ چھیڑئے مرے حالِ تباہ کا

مجھ کو ذکی کسی سے کوئی واسطہ نہیں
شکرِ خدا فقیر ہوں شاہوں کے شاہ کا

اللہ رے حوصلہ ترے در کے فقیر کا
طالب نہیں ہوا کبھی تاج و سریر کا

ہنگامہ حشر میں جو ہوا دارو گیر کا
میں نام لیکے چھوٹ گیا دستگیر کا

وہ آستاں ہے حضرت پیران پیر کا
جھکتا ہے سر ہر ایک غریب و امیر کا

کچھ اور چاہتا نہیں میں تجھ سے دردِ عشق
مظہر بنا دے مظہرِ ربِ قدیر کا

بغداد کو خیال گیا ہے ہزار بار
ہم نے اسی سے کام لیا ہے سفیر کا

قاتل سے آنکھ لڑ گئی بچنا محال ہے
گہرا ہے زخم دل میں نگاہوں کے تیر کا

ہے غوث پاک سے جو مجھے اس قدر لگاؤ
ہے یہ تصدق اے ذکی سب میرے پیر کا

دونوں جہان پر ہے اثر غوث پاک کا
حق بھی ادھر ہے رخ ہے جدھر غوث پاک کا

میرے وجود میں تو کوئی شے مری نہیں
دل غوث پاک کا ہے جگر غوث پاک کا

دنیا کے ساتھ ساتھ سنور جائے دین بھی
لطف و کرم ہو مجھ پہ اگر غوث پاک کا

کچھ بد نصیب ہیں جو انھیں چاہتے نہیں
ہوتا نہیں کچھ اس سے ضرر غوث پاک کا

فرقت میں چاہتے ہیں کرم لطف بے حساب
یہ اشک خوں یہ دیدۂ تر غوث پاک کا

مولائے کائنات کی الفت میں اے ذکی
ہے رشکِ ماہ داغِ جگر غوث پاک کا

رکھے یہ آرزو ہر پائے مال خواجہ کا
کہ وقت نزع رہے بس خیال خواجہ کا

خدا بھی اس کا خدائی بھی اس کی ہو کے رہی
جو بندہ ہو کے رہا ہم خیال خواجہ کا

ہوئے ہیں یوں تو ہزاروں ہی اولیاء لیکن
کسی میں آ نہ سکا حال و قال خواجہ کا

ہمیشہ قربِ معیت میں غرق رہتے ہیں
خدا کی ذات سے تھا اتصال خواجہ کا

وہ پاک اور مقدس ہے میں ہوں گندہ دہن
زباں سے نام لوں میری مجال خواجہ کا

خراب ہونے نہیں دیتے یہ مریدوں کو
ہمیشہ کام ہے ان کی سنبھال خواجہ کا

ذکی خدا سے ہمیشہ دعا یہ ہے میری
ہٹے نہ دل سے گھڑی بھر خیال خواجہ کا

مستند ہوں غلام خواجہ کا
دل پہ کندہ ہے نام خواجہ کا

ورد ہے صبح و شام خواجہ کا
کتنا پیارا ہے نام خواجہ کا

ان کی پیاری نظر کا صدقہ ہے
ہے تصور مدام خواجہ کا

زندگی میری ہے کرم ان کا
نام میرا ہے کام خواجہ کا

کوئی مشکل نہیں رہی مشکل
جب لیا میں نے نام خواجہ کا

مشکل آساں وہیں ہوئی میری
جب لیا میں نے نام خواجہ کا

مشکلیں اس کی دور ہوتی ہیں
جو بھی لیتا ہے نام خواجہ کا

دل کو میرے سکون ہوتا ہے
جب بھی لیتا ہوں نام خواجہ کا

آسماں مجھ پہ لاکھ ٹوٹ پڑے
کام ہے روک تھام خواجہ کا

دفن سے پہلے قبر ہے پر نور
واہ رے انتظام خواجہ کا

جس کو ہم آخرت سمجھتے ہیں
واں بھی ہے اہتمام خواجہ کا

دیکھنا کس ادا سے شاہِ رسل
لے رہے ہیں سلام خواجہ کا

اب نظر میں کوئی نہیں جچتا
مست ہوں پی کے جام خواجہ کا

میرا رتبہ ہے اے ذکی اتنا
میں ہوں ادنیٰ غلام خواجہ کا

وجہ شہرت دل لگانا ہوگیا
میرا دنیا بھر میں چرچا ہوگیا

آپ کا جو نام لیوا ہوگیا
اس کا جنت میں ٹھکانا ہوگیا

کیا کہوں کیا چیز ہے تصویرِ یار
دیکھنے والا جو شیدا ہوگیا

حشر میں وہ بن سنور کر آ گئے
اک بھرا مجمع تماشہ ہوگیا

ہوگئے رخصت مرے ہوش و حواس
سامنے کیا ان کا آنا ہوگیا

دل لگی ہی بن گئی دل کی لگی
واہ کیا دل کا لگانا ہوگیا

میری نظروں میں کوئی جچتا نہیں
آپ کا جب سے نظارا ہوگیا

میرے دل میں رہتے ہیں وہ رات دن
اب یہ دولت خانہ ان کا ہوگیا

آستانے پر پڑا رہتا ہوں میں
ان کا در میرا سرہانا ہوگیا

دیکھ کر ان کی نظر میری طرف
محوِ حیرت اک زمانہ ہوگیا

زندگانی پرسکوں ہے اے ذکی
جب سے عشقِ یار پیدا ہوگیا

جس کو دنیا کہتی ہے محبوبِ حق
اے ذکی وہ میرا آقا ہوگیا

ادنیٰ ہوا ہے اعلیٰ خواجہ کے آستاں پر
ہے کچھ عجب تماشہ خواجہ کے آستاں پر

محبوبیت تو دیکھو چھایا ہوا ہے ہر دم
ابرِ کرم خدا کا خواجہ کے آستاں پر

بن جاؤں میں بھی یارب خاک انکے آستاں کی
کردے مجھے کچھ ایسا خواجہ کے آستاں پر

صدقے میں انکے ہوں گے اپنے معاف عصیاں
ہوگی قبول توبہ خواجہ کے آستاں پر

تقدیر اس کی چمکی جس نے خلوصِ دل سے
اپنی جبیں جھکایا خواجہ کے آستاں پر

الطافِ مصطفیٰ کا افضالِ کبریا کا
آیا نظر تماشہ خواجہ کے آستاں پر

اللہ میاں کے جلوے خواجہ میاں میں دیکھو
قدرت کا ہے تماشہ خواجہ کے آستاں پر

امروز بھی انہی کا فردا بھی ہے انہی کا
ناحق ہے فکر فردا خواجہ کے آستاں پر

اک مشتِ خاکِ میری ہر سمت اڑ رہی ہے
دیکھو مقام میرا خواجہ کے آستاں پر

اس سے ذکی ہے واقف ہر صاحبِ بصیرت
محبوبِ حق ہے کندہ خواجہ کے آستاں پر

دیکھا ذکی جو مجھ کو ہر ایک نے کہا یوں
خواجہ کا خاص بندہ خواجہ کے آستاں پر

انھیں اپنے تصور میں بٹھا کر وہ جو فرماتے جاتے ہیں سنا کر
ادب سے آج اتنی التجا کر مرے دل میں رہو قبضہ جما کر
مجھے رکھ لے مدینہ میں بلا کر تقرب کی مجھے عزت عطا کر
اگر مل جائے نقش پائے احمد تو رکھوں اس کو آنکھوں سے لگا کر
میں قرباں اس ادائے خواجگی پر مجھے اپنا کیا سب سے چھڑا کر
وہیں مشکل ہوئی آسان میری پکارا جب کبھی میں تلملا کر
تمہارا چاہنے والا ہوں میں بھی مجھے بھی دیکھ لینا آزما کر
بھلا ڈالا مجھی کو میرے دل سے وہ بھولی بھالی شکل اپنی دکھا کر
تڑپ دیکھی نہیں جاتی کسی کی وہ فرمانا کسی کا مسکرا کر

ذکی مجھ کو نصیحت ہے کسی کی
جو تجھ سے ملتے ہیں ان سے ملا کر

ہو کرم مجھ پر کچھ ایسا خواجۂ بیکس نواز
محو حیرت ہو زمانہ خواجۂ بیکس نواز

کیجئے مجھ پہ کرم یا خواجۂ بیکس نواز
آپکا ہوں نام لیوا خواجۂ بیکس نواز

اسم اعظم کا ہوں عامل لوگ کہتے ہیں مجھے
آپ کا ہوں نام لیوا خواجۂ بیکس نواز

سر اٹھاؤں گا نہ میں اب آستاں سے آپ کے
عین طاعت ہے یہ سجدہ خواجۂ بیکس نواز

اس نظر کی ہو نہیں سکتی ہے قیمت کائنات
جس نظر نے تم کو دیکھا خواجۂ بیکس نواز

بس یہی ہے آرزو میری کہ وقت واپسیں
سامنے ہو تیرا چہرہ خواجۂ بیکس نواز

آپ کی کیا شان ہے کیا مرتبہ ہے آپ کا
کس نے جانا کون سمجھا خواجۂ بیکس نواز

آپ کے در سے نہ اٹھنے کو یہ دل ہے چاہتا
ہے عجب روضہ سہانا خواجۂ بیکس نواز

جو بھی اب تک زندگی گزری میری آرام سے
سب تمہارا ہے نظارہ خواجۂ بیکس نواز

حیدر آباد ایک دم میں کیا سے کیا ہو جائیگا
آپ کا گر ہو اشارہ خواجۂ بیکس نواز

ہو عنایت کی نظر اپنے ذکی پر بھی کبھی
میرے مالک میرے آقا خواجۂ بیکس نواز

یوں دکھادیجے کرامت خواجۂ بیکس نواز
ہو زمانہ محو حیرت خواجۂ بیکس نواز

شکر کی جا ہے شکایت خواجہ بیکس نواز
ہے عجب دنیا کی حالت خواجۂ بیکس نواز

ہو امید نا امیداں چارۂ بے چارگاں
اب کرو میری حمایت خواجۂ بیکس نواز

آپ محبوبِ محیطِ کل ہیں یہ در چھوڑ کر
ہم کہاں جائینگے حضرت خواجۂ بیکس نواز

کچھ نہیں ہے فکرِ منزل ہے بھروسہ آپ پر
آپ فرمائیں اعانت خواجۂ بیکس نواز

زیرِ سایہ آپ کے ہوں ناز ہے اس پر مجھے
فخر کا باعث ہے قربت خواجۂ بیکس نواز

ہے تمنا رات دن آتا رہے اس کا خیال
یوں رہے نظروں میں صورت خواجۂ بیکس نواز

آپ رہتے ہیں تصور میں مرے شام وسحر
خوب ہے قرب معیت خواجۂ بیکس نواز

آپ کے اسم مبارک کے کرشمے دیکھ کر
اہل دل ہیں محوِ حیرت خواجۂ بیکس نواز

آپ ہر بگڑی بنا سکتے ہیں میری آن میں
آپ ہیں اللہ کی قدرت خواجۂ بیکس نواز

ہے ذکیؔ بھی آپ کے دربار کا ادنیٰ غلام
اس پہ ہو لطف وعنایت خواجۂ بیکس نواز

دو مجھے بھی ایک ساغر خواجۂ بیکس نواز
نائبِ ساقیِ کوثر خواجۂ بیکس نواز

آپ کا ہوں میں سگِ در خواجۂ بیکس نواز
اب بنا دیجئے مقدر خواجۂ بیکس نواز

آپ اگر دستِ تسلی رکھ دیں سینے پر مرے
چین پائے قلبِ مضطر خواجۂ بیکس نواز

کیوں کسی کے سامنے پھیلاؤں اپنا ہاتھ میں
آپ کا دامن پکڑ کر خواجۂ بیکس نواز

آبیاریِ عنایت سے مرا نخلِ امید
کیجئے اب بارآور خواجۂ بیکس نواز

شکر خالق کا ادا کرتا ہوں میں ہر حال میں
ہے نظر میری تمہیں پر خواجۂ بیکس نواز

میں تو کیا ہوں اہل دل سو جان سے قربان ہیں
آپ کی ہر اک ادا پر خواجۂ بیکس نواز

آپ تو ہیں آپ ہم نے آج تک دیکھا نہیں
نام لیواؤں کا ہمسر خواجۂ بیکس نواز

کیا تعجب ہے کہ بن جائے یہی وجہ نجات
میں کروں مدحت نہ کیوں کر خواجۂ بیکس نواز

کس قیامت کا اثر رکھتا ہے کیا جانے کوئی
نعرہ اللہ اکبر خواجۂ بیکس نواز

کچھ عجب مشکل پڑی ہے میں ہوں خواہانِ سکوں
دہر ہے ہنگامہ پرور خواجۂ بیکس نواز

ہے ذکیؔ بے نوا کی زندگی کا انحصار
آپ کی چشمِ کرم پر خواجۂ بیکس نواز

آپ کا رخ میرا قرآں خواجۂ بیکس نواز
آپ ہی ہیں میرا ایماں خواجۂ بیکس نواز

میرے دل کا ہے یہ ارماں خواجۂ بیکس نواز
تم پہ ہو جاؤں میں قرباں خواجۂ بیکس نواز

اپنے الطافِ کرم کا یوں تماشہ کیجئے
سب کے سب ہو جائیں حیراں خواجۂ بیکس نواز

آپ کے قدموں پہ سر ہو روئے انور پر نظر
نکلے جب تن سے مری جاں خواجۂ بیکس نواز

جو خلوصِ دل سے لیتا ہے تمہارا نام پاک
وہ نہیں رہتا پریشاں خواجۂ بیکس نواز

سوچتا ہوں اور کیا صدقہ کروں میں آپ پر
ایک دل ہے ایک ہے جاں خواجۂ بیکس نواز

جانِ تسکیں جانِ عاشق اور جانِ حسن ہے
آپ کی زلفِ پریشاں خواجۂ بیکس نواز

دولتِ جمیعتِ خاطر میرے ہاتھ آ گئی
جب سے دیکھی زلف پیچاں خواجۂ بیکس نواز

سنگِ در پہ آپ کے شام و سحر ہے سرنگوں
ہر برہمن ہر مسلماں خواجۂ بیکس نواز

جن کے دل میں ہے محبت سرورِ کونین کی
ہے وہی محبوب یزداں خواجۂ بیکس نواز

زیرِ سایہ آپ کے ہوں ناز ہے اس پر مجھے
آپ ہیں میرے نگہباں خواجۂ بیکس نواز

شکرِ خالق کا ادا کرتا ہو میں ہر حال میں
ہے فدا تم پر میری جاں خواجۂ بیکس نواز

آپ کے اسمِ مبارک کے کرشمے دیکھ کر
ہے زمانہ محوِ حیراں خواجۂ بیکس نواز

ہے یہ حسرت آپ کی الفت میں مٹ جائے ذکی
دل میں کوئی ہو نہ ارماں خواجۂ بیکس نواز





صاحبِ عزت و توقیر محمد صدیق
راحتِ خاطرِ دلگیر محمد صدیق

میری اللہ رہے تقدیر محمد صدیق
دل میں گھر کر گئی تصویر محمد صدیق

مجھ کو بے آبرو کرنا نہ کسی کے آگے
میرے سرکار میرے پیر محمد صدیق

آپ کا نام بھی کیا نام ہے اللہ اللہ
ہر مرض کیلئے اکسیر محمد صدیق

بے قراری سے مری تم جو تڑپ جاتے ہو
میرے نالوں کی ہے تاثیر محمد صدیق

چھوڑ کر سب کو میں آیا ہوں تمہارے در پر
اب نہ رکھو مجھے دلگیر محمد صدیق

عقل و ادراک سے اور وہم وگماں سے بالا
آپ کی ذات ہے یا پیر محمد صدیق

خواب میں جس کو میسر ہے تمہارا دیدار
اوج پر اس کی ہے تقدیر محمد صدیق

آپ کے اسمِ مبارک سے یہ کیا ہوتا ہے
کیا بدل جاتی ہے تقدیر محمد صدیق

عکس افگن جو ہوا دل پہ جمالِ احمد
کھچ گئی آپ کی تصویر محمد صدیق

ہو کہ مایوس میں آیا ہوں تمہارے در پر
اب بنا دو مری تقدیر محمد صدیق

نقشِ پا آپ کا ہے راہ نمائے منزل
خاک کوچہ کی ہے اکسیر محمد صدیق

ڈال دو پھر نگہِ مست نمک خواروں پر
پھر چمکنے لگے تقدیر محمد صدیق

خوف کس بات کا ہے مجھ کو ذکی محشر میں
میرے آقا ہیں مرے پیر محمد صدیق





نام سے مجھ کو نہیں کام محمد صدیق
کام کا آپ کا ہے نام محمد صدیق

آمرے پاس میں تیری ہوں غلام خواجہ
خلد سے آتا ہے پیغام محمد صدیق

فیض سے آپکے سیراب ہوی سب دنیا
ہو عطا مجھ کو بھی اک جام محمد صدیق

مانگتے آپ سے ہونگے سبھی دنیا میں نام
مجھ کو کر دیجئے گمنام محمد صدیق

قبر میں مجھ سے نکیرین کرینگے جو سوال
میں بھی لے لوں گا ترا نام محمد صدیق

رخ و گیسو کے تصور میں بسر کرتا ہوں
زندگی کے سحر و شام محمد صدیق

آپ کی چشم مبارک ہو کچھ ایسی مجھ پر
سہل ہوں سارے مرے کام محمد صدیق

میں تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا ہوں غلام
مجھ کو اوروں سے نہیں کام محمد صدیق

رنج ہویا ہو خوشی ہم تو ہمیشہ ہردم
لیتے ہیں آپ کا ہی نام محمد صدیق

عرش پہ لوح پہ کرسی پہ در جنت پہ
ہم نے دیکھا ہے تیرا نام محمد صدیق

دست بستہ یہ گزارش ہے مدح خواروں کی
ہو عطا اور کوئی جام محمد صدیق

جس کو کہتے ہیں ذکی آپ کا شیدائی ہے
دیجے اس کو کوئی انعام محمد صدیق

یوں ادا کرنے لگا ہوں میں سلامِ غوث پاک
بن گیا قبلہ مرے حق میں مقامِ غوث پاک

اچھے اچھوں نے قدم ان کے سرانکھوں پر لئے
اللہ اللہ رے کمال احترامِ غوث پاک

چاہے دنیا میں ہو چاہے حشر کے میدان میں
ہر جگہ ہے پیشوا سب کا آقا ہے غلامِ غوث پاک

ہر مکاں زیرِ تصرف ہر مکیں زیرِ نگیں
نظمِ عالم در حقیقت ہے نظامِ غوث پاک

میں قدم بوسی کروں اتنی کہاں میری مجال
کوئی پہنچادے دمِ آخر سلامِ غوث پاک

چشمِ مازاغ البصر سے راست نسبت ہے انہیں
جو امامِ انبیاء ہیں ہیں امامِ غوث پاک

اے ذکی یہ کیف حاصل ہو خدا کے فضل سے
شکلِ غوث پاک دل میں لب پہ نامِ غوث پاک

کرم کیجئے مجھ پہ یا غوث اعظم
کہ ہوں ایک ادنیٰ گدا غوث اعظم

ہوا آپ میں جو فنا غوث اعظم
ہوئی اس کو حاصل بقا غوث اعظم

جو ادراک سے اور خرد سے پرے ہے
وہ ہے مرتبہ آپ کا غوث اعظم

یہ ہے میرا ایمان یہ ہے میرا ایقاں
نہیں ہیں خدا سے جدا غوث اعظم

جگا دیجئے ایک ٹھوکر لگا کر
مرے بخت خفتہ کو یا غوث اعظم

تمہاری غلامی پہ ہے فخر سب کو
گدا ہوں کہ وہ شاہ یا گدا غوث اعظم

ہوئی آپ کی جلوہ فرمائی جس میں
وہ دل رشکِ کعبہ بنا غوث اعظم

تمہارے ہی فیضان سے بحر و بر میں
ہیں اربابِ صدق و صفا غوث اعظم

مدد کو مری آپ سو بار آئیں
جو اکبار میں نے کہا غوث اعظم

الٰہی مری جان جب تن سے نکلے
مرے لب پہ جاری ہو یا غوث اعظم

شہِ وقت کو اب بنا لیجے اپنا
بحقِ شہِ دوسرا غوث اعظم

برا حال ہے اہل اسلام کا اب
خبر لو برائے خدا غوث اعظم

نہ بھولو قیامت میں اپنے ذکی کو
یہی اس کی ہے التجا غوث اعظم

(شہ وقت سے نظام سابع مراد ہیں)

تھے کبھی زونق فزائے محفلِ رندانہ ہم
مانگتے پھرتے ہیں اب تو شیشہ و پیمانہ ہم

گر یہی ہے شعلہ سامانی کسی کے حسن کی
ایک دن جل کر رہیں گے صورتِ پروانہ ہم

جن کے ماتھے پر شکن ہے جن کے نظروں میں عتاب
کیا کریں عرض تمنا ان سے بے باکانہ ہم

موردِ الزام ہیں کس کو مصیبت سے بچائیں
داستاں گو خود ہیں اب کسکا سنیں افسانہ ہم

چال بدلی تو نے اے پیر فلک تو کیا ہوا
اب روش اپنی وہی رکھتے ہیں اندازانہ ہم

میکدہ میں زیست کی مجبوریاں ہیں اس قدر
ہائے اپنا بھی اٹھا سکتے نہیں پیمانہ ہم

یار کے در کی گدائی مل گئی ہے اے ذکی
اب کریں گے دین و دنیا کی کبھی پرواہ نہ ہم





ہو جائے کرم مجھ پر ایسا یا حضرت سیدنا عثماں
حیرت میں زمانہ ہو سارا یا حضرت سیدنا عثماں

الفت میں تمہاری روتے ہیں اور ہجر میں بھرتے ہیں آہیں
دکھلاؤ جمال اب بہر خدا یا حضرت سیدنا عثماں

فرمایئے کچھ امداد مری سنئے تو کبھی فریاد مری
میں کس کو پکاروں گا آقا یا حضرت سیدنا عثماں

عاصی ہوں براہوں یا کہ بھلا جو کچھ بھی ہوں لیکن آپ کا ہوں
ہوں آپ کے در کا ادنیٰ گدا یا حضرت سیدنا عثماں

الطافِ عطا کی شہرت ہے افضالِ عطا کی ہے اک دھوم
ہو عفو میری ہر ایک خطا یا حضرت سیدنا عثماں

منہ مانگی مرادیں پا کے رہا منزل کا پتہ اس کو ہی ملا
قدموں پہ جو سچے دل سے گرایا حضرت سیدنا عثماں

دریائے محبت میں آقا کر دیجے ذکی کو اپنے فنا
کیوں کہ یہ فنا ہے عینِ بقا یا حضرت سیدنا عثماں





جان سے تم پہ نثار خواجہ جی سیّاں
تم ہو بڑے سرکار خواجہ جی سیّاں

نسبتِ محکم رکھتا ہوں میں
میں ہوں گلے کا ہار خواجہ جی سیّاں

ڈگ مگ بولے نیّا ہماری
اس کو لگادو پار خواجہ جی سیّاں

پیاری پیاری صورت سیرت
نور علیؑ انوار خواجہ جی سیّاں

تمرے کرم کی دھوم ہے جگ میں
تجھ پہ ذکی ہے نثار خواجہ جی سیّاں

نگاہِ لطف ہو مجھ پر ذرا امام حسین
تمہارے در کا ہوں ادنیٰ گدا امام حسین

تمہاری دید کو آنکھیں ترس گئی اب تو
رکھو نہ تشنۂ دیدار یا امام حسین

عیاں ہے آپ کے چہرے سے شانِ مرتضوی
وہی جلال وہی دبدبہ امام حسین

ہر ایک بگڑی کرم سے بنائیے مری
ہو مجھ غریب پہ لطفِ عطا امام حسین

پھر اس کو خوف بھلا کیا ہو دونوں عالم میں
کہ جس کی کشتی کا ہونا خدا امام حسین

ہر ایک حال میں ہر ایک رنگ میں ہر دم
مدد پہ مری رہیں یا خدا امام حسین

زمیں پہ چرخ پہ جن و ملک میں انساں کی
تمہارے فضل کا شہرہ ہے یا امام حسین

رہے خیال ذکی کا بھی روز حشر تمہیں
تمہارا چاہنے والا ہے یا امام حسین





چھوڑ کر آپ کا در حضرت غوث الثقلین
میں بھلا جاؤں کدھر حضرتِ غوث الثقلین

آبیاریِ رسالت سے بنے ہیں و اللہ
نخلِ عرفاں کے ثمر حضرتِ غوث الثقلین

فیض سے آپ کے سرسبز رہے باغِ حیات
ہو خزاں کا نہ گزر حضرتِ غوث الثقلین

کوئی جلوہ مری نظروں میں سماتا ہی نہیں
جب سے ہیں پیش نظر حضرتِ غوث الثقلین

دونون عالم میں بہت میرے لیئے کافی ہے
آپ کی ایک نظر حضرتِ غوث الثقلین

جس قدر ناز کروں بخت پہ اپنے کم ہے
مل گیا آپ کا در حضرتِ غوث الثقلین

مشغلہ ہے یہی اور میرا وظیفہ ہے یہی
ورد ہے شام و سحر حضرتِ غوث الثقلین

کچھ مجھے نزع کی تکلیف کا احساس نہ ہو
آپ آجائیں اگر حضرتِ غوث الثقلین

منزلِ مقصدِ خاصانِ خدا بن کے رہی
آپ کی راہ گزر حضرتِ غوث الثقلین

مجھ کو کھٹکا نہ ہو میدان قیامت کا ذکی
میرے پلے پہ ہوں گر حضرتِ غوث الثقلین

تجھ ہی کو دیکھتا ہوں جدھر دیکھتا ہوں میں
گویا کمالِ ذوق نظر دیکھتا ہوں میں

محوِ تصورات ہوں میری نہ پوچھیے
گھر ہی میں رہ کے رنگِ سفر دیکھتا ہوں میں

جن کے دلوں میں الفتِ دنیا ہے جاگزیں
ان کو حریصِ لعل و گہر دیکھتا ہوں میں

دل سے خیالِ یار کو کیونکر جدا کروں
ہر گام اس کو سینہ سپر دیکھتا ہوں میں

حضرت کے نامِ پاک کی تاثیر دیکھیے
اب تو ہر ایک دعا میں اثر دیکھتا ہوں میں

یہ چارہ ساز اس کا سبب کیا بتائیں گے
شدت پہ آج دردِ جگر دیکھتا ہوں میں

نقش و نگارِ دہر سے اب دل لگاؤں کیوں
ہر لحظہ انقلابِ اثر دیکھتا ہوں میں

کس طرح سے بیاں کروں اس کو اے ذکی
مرشد کے جو بیان میں اثر دیکھتا ہوں میں

خیال زلف ورخ میں رات دن ایسے گزرتے ہیں
کبھی مرمر کر جیتے ہیں کبھی جی جی کے مرتے ہیں

نماز اپنی ادا کرتے ہیں محراب حرم وہ
خمِ ابروئے جاناں میں جو عاشق سجدہ کرتے ہیں

وظیفہ بن گیا ہے نام جن کا حق میں عاشق کے
خدا جانے وہ بھولے سے بھی ہمکو یاد کرتے ہیں

محبت کا بدل دنیا میں ہوتا ہے محبت سے
جو ہم کو پیار کرتے ہیں ہم انکو پیار کرتے ہیں

ارے ناداں مدینہ میں یہہ کیسا شور وغوغہ ہے
شہنشاہِ دو عالم دیکھ وہ آرام کرتے ہیں

اک ادنیٰ سے غلامِ شاہِ عثماں ہیں ذکی ہم بھی
بجا ہے اس غلامی پر جہاں تک فخر کرتے ہیں

جمالِ روئے حقیقت دکھادو یا خواجہ

رخِ مجاز سے پردہ اٹھا دو یا خواجہ

تمہاری دید کو آنکھیں ترس گیئں اب تو

نقابِ چھرۂ انور اٹھا دو یا خواجہ

مریضِ عشق ہوں مجھ کو دوا سے کیا مطلب

شراب عشق کی مجھ کو پلا دو یا خواجہ

تمہاری ساقی گری کی ہے کائنات میں دھوم

اک اور جامِ محبت پلا دو یا خواجہ

تمہیں ہو میرے مقا صد کا مامن و ملجا

مرادِ دل مری بہرِ خدا دو یا خواجہ

طریق عشق محبت میں گامزن کرکے
تو ہمات و گمان کو مٹا دو یا خواجہ

بحقِ حضرتِ عثمان و حضرتِ یحییٰ
کچھ آج ہم کو تصدق دلادو یا خواجہ

ذکی کو اپنے عطا کرکے دین کی دولت
نظر سے رتبۂ دنیا گرا دویا خواجہ





ہیں غوث الوریٰ کے علمدار خواجہ
حبیبِ خدا کے ہیں دلدار خواجہ
ہر اک عرض کرتا ہے یہ دست بستہ
نگاہِ کرم ہم پہ اکبار خواجہ
اکڑتے ہوئے پھر رہا ہوں پہن کر
میں تیری غلامی کا دستار خواجہ
تمہاری عنایت کا میں مستحق ہوں
کہ ہوں سب سے بڑھ کر گنہ گار خواجہ
فزوں ہو مرے خانۂ دل کی رونق
اگر لائیں تشریف اکبار خواجہ
مرا دل مری جان تم پر سے صدقے
میں قربان تم پر سے سو بار خواجہ
وہ کہتے ہیں جس کو ذکی ہے تمہارا
ہو نظر کرم اس پہ اک بار خواجہ

ذکی جس کو کہتی ہے ساری خدائی
وہ ہے تیری الفت میں سرشار خواجہ

شاہان دہر بھی ہیں دل سے گدائے خواجہ
چمکا لے بخت اپنا ہو جا گدائے خواجہ

نالوں نے میرے اتنی تا ثیر تو دکھائی
بے چین ہو کے خود ہی تشریف لائے خواجہ

محشر کی دھوپ سب کو بے چین جب کرے گی
اس وقت ہم رہیں گے ظلِ لوائے خواجہ

آیا ہوں آستاں پر یہ جان کر سمجھ کر
میرا نہیں ہے کوئی تیرے سوائے خواجہ

آنکھوں میں بس گئے ہیں دل میں سما گئے ہیں
گرِ ویدہ کر چکی ہے ہم کو ادائے خواجہ

تکلیفِ نزع کیسی ہنگامہ نزع کیسا
جب دم اکھڑ رہا تھا تشریف لائے خواجہ

بسنے نہ پائے کوئی دل میں میرے ذکی اب
میری نظر پہ ایسا سکہ جمائے خواجہ

کچھ ایسی ہو عنایت بیکس نواز خواجہ
دنیا ہو محو حیرت بیکس نواز خواجہ

مایوس سب سے ہوکر آیا ہوں تیرے در پر
اب مجھ پہ ہو عنایت بیکس نواز خواجہ

چمکے ہیں کتنے ذرے اک آفتاب بن کر
اللہ رے فیض صحبت بیکس نواز خواجہ

آتا ہے پھر پلٹ کر واللہ تیر جستہ
ہے آپ میں وہ قدرت بیکس نواز خواجہ

تھک کر کہیں نہ بیٹھوں منزل پہ جا کے ٹھیروں
اتنی عطا ہو ہمت بیکس نواز خواجہ

ایمان میرا یہ ہے ایقان میرا یہ ہے
طاعت تری عبادت بیکس نواز خواجہ

ہم ہیں تمہارے در کے کچھ اس طرف بھی پھینکو
مشہور ہے سخاوت بیکس نواز خواجہ

کہتے ذکی ہیں جس کو بھولیں نہ آپ اس کو
خلوت ہو یا کہ جلوت بیکس نواز خواجہ

ہے یہ ذکی تمہارا چشم کرم خدارا
پوری ہو اس کی حاجت بیکس نواز خواجہ





جو بندۂ خدا ہے بیکس نواز خواجہ
بندہ وہ آپ کا ہے بیکس نواز خواجہ

سب اسم کو تمہارے کہتے ہیں اسم اعظم
ہر درد کی دوا ہے بیکس نواز خواجہ

کچھ سوچ کر سمجھ کر ہی سنگ آستاں پر
سر ہم نے رکھ دیا ہے بیکس نواز خواجہ

تیری گلی کا منظر اور آستاں کا نقشہ
جاں بخش و جاں فزا ہے بیکس نواز خواجہ

وابستگاں کا مرنا مرضی پہ منحصر ہے
فرماں رَوِ قضا ہے بیکس نواز خواجہ

جو خوش عقیدگی سے ہوتا ہے آستاں پر
سجدہ وہ بے ریا ہے بیکس نواز خواجہ

طوفانِ رنج و غم سے خدام کیا ڈرینگے
ان کا تو نا خدا ہے بیکس نواز خواجہ

کیونکر نہ ہو ذکیؔ بھی چشم کرم کا طالب
وہ بھی تو آپ کا ہے بیکس نواز خواجہ

تم ہمارے ہو ہمارے ہو ہمارے خواجہ
ہم تمہارے ہیں تمہارے ہیں تمہارے خواجہ

اسلئے رکھتا ہوں میں قلب میں آنکھوں میں تمہیں
سب پیاروں سے بھی تم مجھ کو ہو پیارے خواجہ

آپ کے در کی غلامی جسے ہوتی ہے نصیب
اوج پر آتے ہیں خود اسکے ستارے خواجہ

کیف ہر دیکھنے والے کو عطا ہو تا ہے
دیدنی ہیں ترے روضہ کے نظارے خواجہ

وہی کہلاتے ہیں دنیا میں بصیرت والے
دل سے ہو جاتے ہیں جو لوگ تمہارے خواجہ

آپ کا جلوہ با فیض رہے پیش نظر
زندگی میری یوں اللہ گزارے خواجہ

آپ کی چشمِ کرم کا ہوا ظاہر یہ اثر
لگ گئی کشتیِ امید کنارے خواجہ

تیرا ہی سایہ ہے سر پر مرے اللہ گواہ
جی رہا ہوں میں فقط تیرے سہارے خواجہ

اپنے الطاف سے تو اپنے ذکی کو سمجھا
جنبشیں دل کی ہیں یا تیرے اشارے خواجہ





دوست سے اپنے محبت چاہیئے
اور محبت میں صداقت چاہیئے

حضرت فایق سے نسبت چاہیئے
اور اس نسبت کو قسمت چاہیئے

جان کی پروانوں کو پرواہ نہیں
عاشقی میں اتنی ہمت چاہیئے

صورتیں پیغام کی نکلیں تو کیا
یار سے ملنے کی صورت چاہیئے

تاب جلوہ کس طرح لاتے کلیم
ایسے نظارہ کی عادت چاہیئے

عاصیوں کے سر پہ یا شاہ امم
سائیہ دامانِ رحمت چاہیئے

دیکھکر آئینہ وہ کہنے لگے
دیکھنے کو ایسی صورت چاہیئے

آپ کا ہوں آپ کا ہوں آپ کا
دونوں عالم میں حمایت چاہیئے

آپکا وار فتہ سب کہنے لگیں
مجھ میں ایسا رنگِ وحشت چاہیئے

ہو محبت آپ کی حاصل مجھے
اور کیا پھر اسکو حضرت چاہیئے

عشق میں مشہور ہو جاؤں ترے
بس تری نسبت سے شہرت چاہیئے

فقرِ طاعت زاہدوں کو میمنت
اے ذکی مجھ کو ندامت چاہیئے

تجھ پہ کیوں میری طبیعت آگئی
وہ ادا کیا تھی جو دل کو بھا گئی

مل کے نظروں سے میری تیری نظر
رازِ الفت کا مجھے سمجھا گئی

اب کہاں تسکیں دلِ بے تاب کو
آپ کی تیغِ ادا تڑپا گئی

آج اظہار محبت ہوگیا
آنکھ ان سے ملتے ہی شرما گئی

دیکھنا اس کا تھا دل کا مانگنا
بات آساں تھی سمجھ میں آگئی

موت کا آنا ہوا وجہ سکوں
گویا تکلیفِ غمِ دنیا گئی

آنکھ ہے محوِ جمالِ ما سوا
اس قدر ہوشیار دھوکہ کھا گئی

ضبطِ غم پر تھا طبیعت کو گھمنڈ
چار ہی دن میں مگر گھبرا گئی

اے ذکیؔ اب میں ہوں اور اس کا خیال
کیا کہوں کیا بات مجھ کو بھا گئی

☆☆☆

☆☆☆

کیا سے کیا دنیا میں شہرت ہوگئی
دل لگانا تھا کہ آفت ہوگئی

منتظر میں تھا ہلالِ عید کا
سامنے وہ آئے رویت ہوگئی

جس کسی پر آگیا دل آگیا
جن سے ہونا تھا محبت ہوگئی

حشر میں بھی آئے ہیں بن ٹھن کے وہ
کیا قیامت میں قیامت ہوگئی

مست ہو کر میں تو رسوا ہوگیا
تیرے میخانے کی شہرت ہوگئی

دردِ دل رہ رہ کے پھر اٹھنے لگا
پھر وہی پیدا شکایت ہوگئی

ان کی صورت دیکھنے کے واسطے
آج پیدا ایک صورت ہوگئی

کھوتے کھوتے کھودیا ہوش و حواس
ہوتے ہوتے اب یہ حالت ہوگئی

تم تو پہلے سے نہیں ہم کیوں رہیں
ترکِ عادت سے عداوت ہوگئی

قامتِ زیبا کسی کی الاماں
اک قیامت میں قیامت ہوگئی

پھر سے ان کی تیوری چڑھنے لگی
پھر کوئی پیدا شکایت ہوگئی

سونچتا کچھ بھی نہیں اس کے سوا
اے ذکی رخصت ذکاوت ہوگئی

نورِ حق صاحبِ قرآن رسول عربی
زینتِ واجبِ و امکان رسول عربی

تم مرے ذکر کی ہو جان رسول عربی
رفعتِ فکر کی ہو شان رسول عربی

آپ کے عارض و گیسو کا ہے اک عکسِ لطیف
صبح اور شام کا دوران رسول عربی

کس کے نعلین سرِ عرشِ معلیٰ پہونچے
کون ہے آپ سا ذی شان رسول عربی

اس سے پھر جاتی ہے خود خالقِ عالم کی نظر
جس سے تم ہو گئے انجان رسول عربی

آپ کے نور کا صدقہ ہے یہ ساری تخلیق
ذرہ ذرہ پہ ہے احسان رسول عربی

قاب قوسین پہ سدرہ سے جو تنہا پہنچے
ہیں ملک دیکھ کے حیران رسول عربی

آپ کا جلوۂ زیبا ہو مرے پیش نظر
نکلے جب تن سے مری جان رسول عربی

حیف صد حیف ابو جہل کی بدبختی پر
اے خوشا قسمتِ سلمان رسول عربی

انبیا ہوں کہ ہوں ابدال قطب ہوں یا غوث
سب میں ہے آپ کا فیضان رسول عربی

آپ کی اپنے ذکی پر ہے جو رحمت کی نظر
وہ نہ بھولیگا یہ احسان رسول عربی

دل و جاں میں نظر آتی ہے پا کی
یہ ہے تاثیر ان کی خاک پا کی

میں ہوں مشکل کشا کا نام لیوا
نہیں حاجت دوا کی یاد عا کی

نہ ہو کیوں رحمتِ حق سایہ افگن
ولادت آج ہے شیرِ خدا کی

ہوے ہیں آج پیدا شاہ والا
مسرت کیوں نہ ہو گی انتہا کی

میں ہر مشکل میں دیتا ہوں دہائی
علیِ مرتضیٰ مشکل کشا کی

ہوا کب علم کیسے تیر نکلا
نماز اس طرح حضرت نے ادا کی

مجھے تکنے لگے سارا زمانہ
رہے ایسی عنایت مرتضیٰ کی

کیا آرام بستر پر نبی کے
مسلم ہے نیابت مرتضیٰ کی

ذکی پھر مقتدا وہ کیوں نہ ہو گا
مرے مولا کی جسنے اقتدا کی

ذکی نے منقبت ایسی سنائی
صدائیں آرہی ہیں مرحبا کی

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے حقیقت میرے مولا کی
سراپا عینِ ایماں ہے محبت میرے مولا کی

کوئی کیا جانے کیا ہے شان و عظمت میرے مولا کی
دلوں پر اہلِ دل کے ہے حکومت میرے مولا کی

ہمیشہ رہتی ہے آنکھوں میں صورت میرے مولا کی
نہ جائیگی مرے دل سے معیت میرے مولا کی

اگر دولت نہیں حشمت نہیں تو غم نہیں اس کا
بڑی دولت ہے اک چشمِ عنایت میرے مولا کی

پریشاں حال کی امداد کرنا خاص شیوہ ہے
بہر صورت بچا لینا ہے عادت میرے مولا کی

نکل جائے انہیں قدموں پہ دم دل کی یہ حسرت ہے
دمِ آخر نظر آجائے صورت میرے مولا کی

تحیر میں زمانہ دیکھ کر ہے میری حالت کو
رہی مجھ پر ہمیشہ وہ عنایت میرے مولا کی

ہوا ارشاد میں جن کا ہوں مولا ہیں علی مولا
مسلّم ہے مسلمانو ولایت میرے مولا کی

خیالِ ماسوا بھولے سے بھی لاتے نہ تھے دل میں
ذکی سب سے بڑی تھی یہ ریاضت میرے مولا کی





کوئی کیا جانے کیا ہے شان و عظمت اپنے خواجہ کی
دلوں پر اہل دل کے ہے حکومت اپنے خواجہ کی

لئے پھرتا ہوں میں آنکھوں میں صورت اپنے خواجہ کی
نہ جائے گی میرے دل سے حکومت اپنے خواجہ کی

میں ان کو بھول جاؤں تا قیامت ہو نہیں سکتا
پڑی ہے میری گھٹی میں محبت اپنے خواجہ کی

نہیں غم ہے ہمیں اسکا کہ دولت ہے نہ شہرت ہے
بڑی دولت ہے اک چشم عنایت اپنے خواجہ کی

وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ نازاں کیوں نہ ہو ہمدم
ہمیشہ جس کو حاصل ہے حمایت اپنے خواجہ کی

کوئی چاہے نہ چاہے اس کی پروا کچھ نہیں مجھ کو
بہت کافی ہے مجھ کو ایک چاہت اپنے خواجہ کی

پریشاں حال کی امداد کرنا خاص شیوا ہے
بہر صورت بچا لینا ہے عادت اپنے خواجہ کی

جو دم جاتا ہے سینے سے پلٹ کر پھر نہیں آتا
یقیں مانو غنیمت ہے یہ صحبت اپنے خواجہ کی

خیالِ ماسوا بھولے سے لائے بھی نہ تھے دل میں
ذکی سب سے بڑی تھی یہ ریاضت اپنے خواجہ کی





عدو حیران ہے اِس ہمتِ مشکل کشائی سے
اکھاڑا باب خیبر آپ نے ایسی صفائی سے

رہا محفوظ ہر خادم فلک کی کج ادائی سے
ٹلی ہر اک مصیبت میرے مولا کی دہائی سے

تڑپ کر جب پکارا صدق دل سے کوئی شیدائی
ٹلی ہر اک مصیبت میرے مولا کی دہائی سے

درِ مولیٰ علی زینہ ہے بیشک عرشِ اعظم کا
رسائی حق تعالیٰ تک یہاں کی جبہ سائی سے

حقیقت میں درِ شیرِ خدا بابِ ولایت ہے
سبھی نے فیض پایا آپ کے در کی گدائی سے

پکارا جس نے مولا کو اماں دیدی گئی اس کو
حفاظت میں خدا کی آگیا ہر اک برائی سے

کرم مشکل کشائے دو جہاں کا جسپہ ہوتا ہے
وہی محفوظ رہتا ہے فلک کی کج ادائی سے

سیاہی دل کی ڈھل جاتی ہے نام پاک سے ان کے
چمکتا ہے مقدر ان کے در کی جبہ سائی سے

مرے مشکل کشا شیر خدا اے فاتحِ خیبر
ہر اک عقدہ ہوا حل آپکی مشکل کشائی سے

رہیگا عالم اسلام زندہ رہتی دنیا تک
نبی کی مصطفائی سے علی کی مرتضائی سے

دمِ مشکل مدد اغیار نے حسب طلب پائی
نہیں ہے کون واقف آپکی مشکل کشائی سے

شجاعت آپ کی مانی ہوئی ہے سارے عالم میں
کیا ہے مرحب و غستر کو پسپا اس صفائی سے

نجف کی سرزمین کا ایک ذرہ ہوں ذکی میں بھی
شرف یہ میں نے پایا آپ کے در کی گدائی سے

بہ ظاہر غوثِ اعظم ہو بہ باطن نور یزدانی
خدا نے کر دیا ہے دو جہاں میں تم کو لاثانی

جہاں کوئی تمہارا نام لیتا ہے عقیدت سے
یقیناً دور ہوتی ہے وہین اس کی پریشانی

یہی میرا وظیفہ ہے یہی میری عبادت ہے
محی الدین جیلانی محی الدین جیلانی

پکارا المدد یا غوث اعظم جب کبھی میں نے
ہوئی اک آنِ واحد میں مری مشکل کی آسانی

تمہارے چاہنے والے کی بس اتنی تمنا ہے
دمِ آخر رہے قدموں پہ سر یا غوث صمدانی

کرم کچھ اس طرح کیجے غلامِ خاص پر آقا
جہاں میں اور عقبیٰ میں رہے قائم مری بانی

ذکی تم کو مبارک باد دیتا ہوں میں اب اس کی
تمہارا پیر ہے بیشک زمانہ بھر میں لاثانی

ملا جن کو تمہارا سنگ در یا غوث صمدانی
بنے وہ اہل دل اہل نظر یا غوث صمدانی

نگاہِ لطف پھرتی ہے جدھر یا غوث صمدانی
خدا کا فضل ہوتا ہے وادھر یا غوث صمدانی

پریشانی جو بڑھتی ہے تو یہ منہ سے نکلتا ہے
تمہارا ہو کے میں جاؤں کدھر یا غوث صمدانی۔

رخِ پرنور کا دیدار وجہہ زندگانی ہو
بنے تارِ نفس تارِ نظر یا غوث صمدانی

جبینِ شوق کو میری عطا ہو کچھ کشش ایسی
کہ خود آجائے کھچ کر سنگِ در یا غوث صمدانی

لگا بیٹھے ہیں ہم تو آس تم سے پردہ پوشی کی
نہ ہوں محشر میں عصیاں پردہ در یا غوث صمدانی

ملالِ غم سے ناواقف ہیں لیکن ہے یقین اس کا
کہ تم ہم سے نہیں ہو بے خبر یا غوث صمدانی

زہے خوبی ادھر جلوؤں میں جلوہ آپ کا جلوہ
ادھر نظروں میں بس میری نظر یا غوث صمدانی

غلاموں کو فقط آتا ہے گرنا پائے اقدس پر
کہاں کا نیک و بد کیا خیر و شر یا غوث صمدانی

نہیں دیتے ہیں جب تک آپکا ہم واسطہ رب کو
نہیں آتا دعاؤں میں اثر یا غوث صمدانی

سمائی ہے تجلی آپ میں ماہِ رسالت کی
بہ طرزِ نو بہ اندازِ دگر یا غوث صمدانی

یقیں ہو گر جواب آئیگا خادم کو عریضے کا
کرے گی روح کارنامہ بر یا غوث صمدانی

عنایت وہ کریں اس پر محبت یہ کریں ان سے
ذکی میرے ادھر ہو اور ادھر یا غوث صمدانی





غلامی کے تعلق سے جو حاصل مجھ کو نسبت ہے
حقیقت میں یہ سرکار دو عالم کی عنایت ہے

نہیں پروا کوئی اس کی جو ثروت ہے نہ حشمت ہے
بڑی دولت رسول اللہ کی چشمِ عنایت ہے

محمد مصطفیٰ کو کس طرح میں بھول سکتا ہوں
مرے دل میں محبت ہے مری آنکھوں میں صورت ہے

سمجھتا ہوں میں اپنے ساتھ خلوت ہو کہ جلوت ہو
ہمیشہ مجھ کو حاصل آپ کی ایسی معیت ہے

مرے سرکار کا مجھ پر کرم رہتا ہے کچھ ایسا
کہ جس کو دیکھ کر سارا زمانہ محو حیرت ہے

انہیں کا نام جپتا ہوں انہیں کی دھن میں رہتا ہوں
یہی میرا وظیفہ ہے یہی میری عبادت ہے

پریشاں حال کی امداد ہے سرکار کا شیوہ
بہر صورت بچالینا مرے آقا کی عادت ہے

حبیبِ پاک کو دیکھا ہے جس نے بس یہی سمجھا
خدائے پاک کا جلوہٗ محمد ہی کی صورت ہے

زیارت روضہء پرنور کی کی ہے ذکی میں نے
یقیناً ہوگئی واجب مرے حق میں شفاعت ہے

طوافِ کعبہ کر آیا ہے روضہ کی زیارت بھی
ذکی رحمت کے قابل اور حقدارِ شفاعت ہے





دل کو سکون ہے نہ جگر کو قرار ہے
آٹھوں پہر کسی کا مجھے انتظار ہے

انجان بن کے پوچھتے ہیں آپ کون ہیں
میں نے کہا کہ آپ کا یہ جاں نثار ہے

ان کی نگاہِ مست کی تا ثیر کیا کہوں
آنکھوں میں میری آج تک اس کا خمار ہے

میری نظر میں کوئی بھی جچتا نہیں ذکی
جب سے مری نگہ میں کوئی گلعزار ہے

قطعۂ تاریخ طباعت "گلدستۂ تجلیات"

ایسی تالیف کو سمجھتے ہیں
اہل عرفاں خزینۂ معشوق
مصرعۂ سال ہے ذکی کیا خوب
"گنج ایماں خزینۂ معشوق"

۱۳۶۳ء

مختصر سوانح

حضرت سید محمد عثمان حسینی ذکی

علیہ الرحمہ

الحمدللّٰہِ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولِہِ النبیِّ الاُمِّیِّ طٰہٰ و یٰسین و علی الہ واصحابہ الطیبین الطاہرین

اللہ تعالیٰ نے اس کارخانۂ حیات کو جسے نظامِ ہستی بھی کہا جاتا ہے انسانی وجود سے رونق وشرف واعتبار بخشا۔ ایک نفس سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اُن سے انسانی نسل کی ایسی افزائش فرمائی کہ زمین کے چپّے چپّے میں ان کو پھیلا دیا اور ان کو بود و باش اور حیا تیاتی ارتقاء کے وہ گر سکھلائے کہ وہ فرشِ زمین پر ان گنت ایجادات کا موجد ہی نہیں بلکہ فضاؤں میں پرواز کرنے والا اور دیگر سیاروں اور ستاروں میں تانک جھانک کرنے والا اور ان پر قدم رکھ کر ان میں انسانی زندگی کے وجود اور

اس کے لئے درکار عناصر کی کھوج کرنے والا بھی بن گیا۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فضاؤں کی خاک چھاننے والے اور چاند ستاروں کی مٹی کے کیمیائی اجزاء کو اپنے تجربہ گاہ کی زینت بنانے والے اس آدم زاد نے کبھی اپنے اندر نہیں جھانکا اور خود اپنے باطن کی اصلیت اور ماہیت کی کھوج نہیں کی نتیجتاً نہ خود کو سمجھا نہ اسے خودی کا ادراک ہوا اور نہ ہی خدا کا عرفان ملا۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ مَن عَرفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ۔ لیکن اسی بنی نوع انسان میں کچھ وہ بندگانِ خدا بھی ہیں جن پر قدرت نے اسرار و رُموزِ ظاہر و باطن کی ایسی عُقدہ کُشائی کی کہ وہ بول اُٹھے۔

ہر سمت سے آتی ہے صدا کان میں اللہ
ہے دل میں مرے اور میری جان میں اللہ
حاذقؔ کو نظر اس کے سوا کچھ نہیں آتا
گلشن میں بھی اللہ بیابان میں اللہ

(حضرت یحییٰ پاشاہ قبلہ حاذقؔ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں فرمایا کہ (ترجمہ) بیشک زمین و آسمان کی پیدائش اور دن رات کے اختلاف میں اہل فہم و فراست

کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور وہ اللہ کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمان کی مخلوقات میں غور وفکر کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ یاد خالق سے اپنے باطنی ایوان کو سنوارے اور سجائے رکھتے ہیں۔ اور اپنے قلب کو مُصفّا و مُجلاّ کر کے خالق کے جلووں کی رعنائیوں کے عکسِ جمیل کو قرطاسِ قلب پر منضبط کرتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ قَلبُ المُومِنِ عرشُ اللہ دوسری طرف تفکر فی المخلوق کے ذریعہ خالق کے جلوے مخلوق کے آئینے میں دیکھتے ہیں جیسے کہ سیدی یحییٰ پاشاہ قبلہؒ نے فرمایا۔

یہ حوادثِ زمانہ ہے خیال یا فسانہ
نہ تو گل ہے اور نہ بلبل نہ چمن نہ آشیانہ
جسے حق نے دی نظر ہے وہی اس سے باخبر ہے
ہے تو ہمات ہستی وہی ہست ہے یگانہ
(حضرت یحییٰ پاشاہ قبلہ حاذقؒ)

ایسے ہی مردانِ باصفا کیلئے ارشاد رَبّانی ہوا کہ (ترجمہ) وہ مردانِ حق جنھیں ان کی تجارت اور ان کے کاروبار خدا کی یاد اور نماز اور ادائی زکواۃ سے غافل نہیں کرتے وہ صرف خوف رکھتے ہیں اس دن کا

جس دن لوگوں کے قلوب اور بصیرتیں اُلٹ دی جائیں گی۔

ان آیات قرانی اور احادیث شریفہ کی مکمل عملی تفسیر اور نمونہ حضرت سیدنا خواجہ محبوب اللہ اور آپ کے شہزادوں کی زندگیوں میں ملتا ہے حضرت یحییٰ پاشاہ قبلہ اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محبوب اللہ کے اوصاف حمیدہ اور صفات قدسیہ کے ایسے حَسین پیکر ہوئے کہ بقول شاعر

ایک نیام کی دو تلواریں خواجہ میاں اور یحییٰ میاں
روپ ہیں دونوں پیارے نبی کے ابروئے خمدار کا
(حضرت شہنشاہ قادری)

اسی طرح حضرت یحییٰ پاشاہ قبلہ کے چاروں صاحب زادگان بھی اپنے والد کی کیفیات اور کمالات کے ایسے وارث ہوئے کہ

آئینے ہیں چار تو کیا دھوکہ اے نادان نہ کھا
یار کے جلوے چاروں سو اللہ اللہ
(حضرت شہنشاہ قادری)

ظاہر ہے کہ سونے کی کان سے سونا چاندی کی کان سے چاندی اور کوئلہ کی کان سے کوئلہ ہی نکلتا ہے یہاں جس شخصیت کا ذکر مقصود ہے

وہ حضرت یحییٰ پاشاہ قبلہ کے چار پاکیزہ صفات پاک طینت صاحبزادوں میں تیسرے صاحبزادے یعنی حضرت سید محمد عثمان حسین ذکی المعروف بہ مرشد پاشاہ علیہ الرحمہ ہیں۔

حضرت کی پیدائش ۷ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ میں آپ کے والد حضرت سیدنا یحییٰ پاشاہ قبلہ کے گھر ہوئی۔ ابھی آپ عہد طفولیت ہی میں تھے کہ والدہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا نتیجتاً والد بزرگوار کی دوہری عنایات و شفقتوں کے مستحق قرار پائے۔

تعلیم و تربیت | آپ کو بھی آپ کے برادران کی طرح جنوبی ہند کی عظیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ نظامیہ میں داخلہ دلوایا گیا جہاں ابتدائی جماعتوں میں درجہ بہ درجہ کامیابی کے بعد امتحانات مولوی۔ عالم اور فاضل میں کامیابی حاصل کی اور طلباء جامعہ میں اپنا ایک ممتاز و منفرد مقام بنالیا۔ اس وقت جامعہ نظامیہ میں حضرت علامہ ابوالوفا افغانی۔ حضرت علامہ شاہ محمد شطاری حضرت علامہ سید محمود قادری خطیب مکہ مسجد حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحمید اور حضرت علامہ محمد منیر الدین خطیب مکہ مسجد علیہم الرحمہ جیسے جلیل القدر اور یکتائے روزگار علماء تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے ظاہر ھیکہ ان کی تعلیم نے حضرت کی صلاحیتوں کو خوب پروان

چڑھایا اور سونے پر سہاگہ یہ کہ آپ اپنے عم محترم حضرت علامہ بحرالعلوم عبدالقدیر صدیقی حسرت علیہ الرحمہ کے پاس روزانہ ان کے مکان جاکر تحصیل علوم اسلامیہ فرمانے لگے اور اکثر فرمایا کرتے کہ ہمارے تعلیمی سفر میں حضرت بحرالعلوم کی خصوصی رہبری و رہنمائی حاصل رہی۔ آپ نے حضرت بحرالعلوم سے تفسیر حدیث فلسفہ منطق اور تصوف کی معرکتہ الآراء کتب پڑھی اور اپنی علمی اُپج اور ذہانت کی وجہ سے حضرت بحرالعلوم کی خصوصی توجہ اور شفقت کا مرکز بن گئے۔ ادھر والد گرامی حضرت یحیٰ پاشاہ قبلہ جیسی شخصیت اِنہیں پیکرِ علم و عمل بنانے میں اپنی توانائی صرف کر رہی تھی جن پر مولانا روم کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

صحبت اک ساعتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت کی شبانہ روز تربیت عنایت و توجہات نے آپ کی شخصیت کے نکھارنے اور سنوارنے میں نہ صرف کلیدی کردار ادا کیا بلکہ آپ کو علمی و روحانی میدان کا شہسوار بنا دیا۔

جامعہ نظامیہ سے فاضل کی تکمیل کے بعد آپ نے نظامیہ طبی

کالج میں داخلہ حاصل کیا اور یہاں سے طب کے کورس کی تکمیل کے بعد طبیب مستند اور طبیب ماہر کی ڈگریاں حاصل کیں طبیہ کالج میں آپ کو اُس دور کے انتہائی قابل اساتذہ سے تلمذ کا شرف حاصل رہا جن میں حکیم کبیر الدین صاحب حکیم معین الدین جھر جھری صاحب۔ حکیم یوسف حسین خاں صاحب حکیم عبدِ علی صاحب۔ حکیم ہبت اللہ صاحب۔ حکیم آشفتہ صاحب۔ حکیم میر محمود علی صاحب اور حکیم محبوب علی صاحب ابن منصور قابل ذکر ہیں اس طرح علوم دینی اور علوم دنیوی سے بہرہ ور ہوکر آپ کی شخصیت دودھاری تلوار کے مثل ہوگئی

ملازمت جیسے ہی آپ کی تعلیم مکمل ہوئی آپ کا تقرر نظامیہ طبیہ کالج میں بحیثیت لکچرار ہوا پھر آپ ریڈر اور پروفیسر کے اعلیٰ تدریسی عہدوں پر فائز ہوئے ساتھ ہی آپ کے ذمہ دواخانہ (صدر شفاء خانہ چارمینار) کے دو وارڈس بھی دیئے گئے۔آپ انتہائی دیانت کے ساتھ اوقات مقررہ میں اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہوتے یہاں تک کے عام تعطیلات میں بھی دواخانہ کو جاتے حد تو یہ تھی کہ عیدین میں بھی نماز عید سے پہلے دواخانہ جاکر اپنا فرض نبھاتے یہ پوچھے جانے پر کہ کیا آپ کو عید کے دن بھی چھٹی نہیں۔ فرماتے کہ مجھے چھٹی تو ہے مگر مریضوں کے

مرض کو چھٹی کہاں میں عید کی نماز سے قبل ان کی عیادت اور معالجہ کا انتظام کرکے ان کا دکھ درد بانٹ کر حقیقی معنی میں عید سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ آپ کی ملازمت کا ایک قابلِ لحاظ عرصہ اضلاع میں بہ حیثیت میڈیکل افیسر خدمت انجام دیتے ہوے گزرا۔ حُسنِ خدمت سے سبکدوشی کے وقت آپ سینیئر ریسرچ آفیسر کے عہدہ پر فائز تھے۔ بعض خواہش مند حضرات کے اصرار پر گھر پر مطب چلاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو حکیمِ حاذق بنایا تھا۔ کینسر، فالج، گٹھیا اور امراضِ قلب کے سینکڑوں مریض الحمدللہ آپ کے ہاتھ پر شفایاب ہوئے۔

رِشتۂ ازدواج حصول ملازمت کے ساتھ ہی والد بزرگوار حضرت یحیٰ پاشاہ قبلہ نے اپنے ماموں زاد بھائی حضرت مولانی حافظ سید عبدالوہاب شطاری علیہ الرحمہ جن کی محل محترمہ حضرت یحیٰ پاشاہ قبلہ کی بھتیجی یعنی حضرت سیدی سید محمد عثمان حسینی فائق کی صاحبزادی تھیں کے گھر رشتہ کی تجویز رکھی اور ان کی سندھلی صاحبزادی مسماۃ ام الخیر امۃ الجبار صاحبہ سے رشتہ مقرر فرمایا چنانچہ ۱۹۴۷ء میں مسجد شطاریہ دبیر پورہ میں محفل عقد کا انعقاد ہوا۔ قاضی پورہ سے دبیر پورہ تک راستہ تمام وقفہ وقفہ سے بندوق بردار ہوائی فائر کے ذریعہ سلامی دیتے رہے۔ اس طرح

بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ یہ محفلِ عقد پائے تکمیل کو پہونچی۔

اولاد: اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار فرزندان عطا کئے تھے۔ جن میں حضرت سید شاہ غوث محی الدین حسینی وامقؔ اور حضرت سید شاہ غلام محمد بیکس نواز حسینی شارقؔ اس دارِ فانی سے کوچ کر چکے اور اب راقم سید محمود صفی اللہ حسینی وقار اور برادرِ محترم حضرت سید خواجہ ظہیر الدین احمد حسینی یحیٰی قادری مدظلہ بقید حیات ہیں۔

علمی و دینی خدمات: زمانۂ طالبِ علمی ہی سے جامعہ نظامیہ کے محاضرات میں حصہ لیتے رہے اور اپنے اساتذہ کی موجودگی میں کبھی مذاہبِ اربعہ کی نمائندگی کرتے ہوئے بحث میں حصہ لیتے تو کبھی عقائد میں حزب مخالف کے اعتراضات کا رَد فرماتے اور مدلّل بحث فرماتے اور کبھی معترضین کی نمائندگی کرتے ہوئے بحث میں حصہ لیتے۔ چونکہ منطق اور کلام میں آپ کو دسترس حاصل تھی اس لئے آپ چاہے منفی پہلو ہو یا مثبت پہلو کسی پر بحث فرمائیں سامنے والوں کے لئے آپ کا رد کرنا مشکل ہوتا بعض دفعہ بحث کی تشنگی مٹانے کے لئے خود ہی استدلال پیش فرماتے۔ چونکہ آپ بہت ذہین اور فریس تھے اور علمی اساس بہت ٹھوس تھی اس لئے اکثر آپ جس فریق کا ساتھ دیتے وہ غالب آجاتا۔

درس و تدریس | سب سے پہلے آپ نے مسجد حضرت میر وزیر علیؒ میں متولیِ مسجد حضرت میر وزیر علی ابراہیمی نبیرۂ حضرت میر وزیر علی کی خواہش پر درس تفسیر وفقہ کا سلسلہ شروع کیا جو ایک عرصہ دراز تک جاری رہا۔ بعدازاں مسجد قادرالدولہ کوٹلہ عالی جاہ میں تفسیر وحدیث کے درس کا سلسلہ وہاں کی انتظامی کمیٹی کی خواہش پر شروع کیا اور قرآن شریف کا ایک دور مکمل کیا پھر مسجدِ صغران شکر گنج کے ارباب مجاز کے خواہش پر ہفتہ اور اتوار کو تفسیر اور حدیث اور فقہ کے درس کا آغاز فرمایا الحمدللہ راقم (سید محمود صفی اللہ وقار) کو حضرت کے درس میں شرکت قرآن کریم اور کتب تفسیر وحدیث کی قرأت کا شرف حاصل رہا۔ مسجدِ صغران میں درس کا سلسلہ آپ کے وصال سے کچھ قبل تک بھی جاری رہا۔

آپ ۱۹۷۹ء میں مجلس علمائے دکن کے کلیدی عہدہ یعنی معتمد صدر مجلس علمائے دکن کی حیثیت سے منتخب کیے گئے اور دس سال تک آپ نے نہ صرف بحسن وخوبی یہ ذمہ داری نبھائی بلکہ مجلس علمائے دکن اور رویت ہلال کمیٹی کو ایک فعال اور کارکرد تنظیم کی حیثیت سے بہت اونچا اُٹھایا۔ دارالقضاءۃ کا قیام بھی آپ کا اہم کارنامہ ہے۔ ریاستی اور مرکزی حکومت میں آپ ہی کی نمائندگی کیوجہ عید میلادالنبی کی عام تعطیل

بحال ہوئی آپ نے انجمن معین الملت کے صدر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی۔

حق گوئی و بے باکی حضرت علیہ الرحمہ خلاف شرع وخلاف حق کبھی کوئی بات دیکھتے تو فوری ٹوک دیتے اور اس کی اصلاح فرماتے۔ کسی کے منصب یا مرتبہ کی پرواہ کئے بغیر پوری جرأت اور بے باکی کیساتھ اظہار حق فرماتے۔ چنانچہ جشن معراج النبی کے موقع پر شہر میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا اور حضرت اسکی صدارت فرما رہے تھے اس جلسہ میں کچھ ریاستی اور مرکزی وزراء بھی شریک تھے۔ ایک مرکزی وزیر نے اپنی تقریر کے دوران اہلسنت کے بعض شعائر کے خلاف منہ شگافی کی اور جائز و ناجائز کی بیجا بحث چھیڑ ڈالی جس سے سامعین میں کافی بے چینی بھی پیل گئی ایسے میں حضرت قبلہ نے ان مرکزی وزیر کا مُدلّل اور منہ توڑ جواب دیا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جناب ہوسکتا ہے کہ آپ سیاسی میدان کے شہسوار ہوں لیکن علمی و دینی میدان میں طفلِ مکتب ہیں۔ آپ کے پاس اگر شکوک وشبہات ہیں تو آپ کو سوال کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے لیکن فتویٰ سنانے کا نہیں آو ہم فقیروں میں بیٹھو ہم آپ کے عقائد کی اصلاح کر کے آپ کے ایمان کو درست اور

پختہ کریں گے۔ وزیر موصوف دوسری صبح حضرت قبلہ کے برادر خورد حضرت علامہ سید محمد قادری چھوٹے صاحب قبلہ کے پاس حاضر ہوئے اوران دونوں بزرگ حضرات سے اعتذار کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اوران حضرات سے استفسارات کر کے بیشتر مختلف فیہ مسائل میں مطمئن ہوئے اوراپنی اس دن کی دیگر مصروفیات کو پسِ پشت ڈال کر لگ بھگ ڈھائی گھنٹے ان حضرات کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
(علامہ اقبالؔ)

۱۹۸۴ء یا ۱۹۸۵ء کی بات ہے ریاست میں این ٹی آر کی حکومت تھی شہرمیں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے اور پرانا شہر زیادہ متا ثر ہوا ایسے میں حکومت کی ایماء پر پولیس نے یکطرفہ کاروائی کرتے ہوئے صرف اقلیتی قائدین بالخصوص مجلسی قایدین کو گرفتار کرلیا نیتجتاً مسلم اقلیت میں بے چینی اور تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ ایسے میں حضرت قبلہ مجلس علمائے دکن کا ایک وفد جس میں حضرت مولانا سید محمد قادری قبلہ اور

یہ احقر (وقار قادری) بھی تھے لیکر این۔ٹی۔آر کے پاس پہونچکر نہ صرف اپنے شدید غم وغصہ کا اظہار کیا بلکہ متنبہ کیا کہ اس طرح یک طرفہ اور جانبدارانہ کاروائیوں سے چہ جائے کہ امن قائم ہو بدامنی اور بڑھے گی اور صورت حال کی سنگینی میں مزید اضافہ ہوگا اور اس پر ہم خاموش تماشائی نہیں رہیں گے اور اسکی پوری ذمہ داری بحیثیت چیف منسٹر آپ پر عائد ہوگی۔اس پر انھوں نے ان دونوں بزرگوں سے متوازی کاروائی کا وعدہ کیا اور ہمارے واپس گھر پہونچتے ہی یہ اطلاع ملی کی پولس نے اپنا شکنجہ کس کر تمام فرقہ پرست غیر مسلم جماعتوں کے قائدین کو آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کردیا اور عوامی اعتماد اور امن کا ماحول بحال کرنے کے لئے فوری حرکت میں آکر گلی گلی کوچہ کوچہ گشت شروع کردی اور اس کے فی الفور مثبت نتائج سامنے آنے لگے۔

غریب پروری | حضرت ولی قادریؒ نبیرۂ حضرت مفتی ابوالفضل سید محمود قادری اولیٰ فرماتے تھے کہ امورِ مذہبی سرکار عالے کیجانب سے روزآنہ خلوت مبارک میں نظام ششم نواب میر محبوب علی خان کی گدی کے پاس روزانہ قرآن خوانی اور قصیدہ خوانی کے لئے جماعتیں مقرر تھیں اور ان کی نگرانی حضرت ولی قادری فرماتے تھے لہذا

ہر روز صبح سات بجے بہ پابندی وہ خلوت مبارک جایا کرتے۔ اس زمانے میں موتی گلی میں خزانۂ عامرہ (پنشن پے منٹ آفس) تھی۔ موتی گلی میں سڑک کے دونوں جانب فقراء بیٹھتے تھے۔ حضرت ولی قادری فرماتے ہیں کہ میں دیکھتا کہ روزآنہ ایک شخص سیکل سوار اپنا چہرہ اور حلیہ ایک شال سے ڈھانکے ان فقراء کے پاس بیٹھتا اور ایک ایک فقیر کو خیرات دیتا بعض وقت ان میں روٹی تقسیم کرتا اور پھر ان میں بیمار فقراء کو دوائیں بھی دیتا حضرت ولی قادریؒ نے بارہا اس شخص کو دیکھا۔ ایک دن جستجو ہوئی کہ دیکھیں یہ کون فرشتہ ہے جو فقراء کے ساتھ ایسا حُسن سلوک کرتا ہے چنانچہ انھوں نے ایک دن اس شخص کا انتظار کیا اور وہ جب فقراء کے پاس سے اُٹھ کر سیکل پر روانہ ہوا تو انھوں نے اپنے رکشاراں سے کہا وہ اس سیکل سوار کا تعاقب کرے۔ یہاں تک وہ سیکل سوار ریاض مدینہ درگاہ حضور سیدنا یحییٰ پاشاہ قبلہ میں داخل ہوکر زیارت کے لئے درگاہ شریف کے چبوترے پر چڑھتے وقت اپنے چہرہ سے وہ شال کا ڈھاٹا نکال دیا تو یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ وہ کوئی اور نہیں حضرت قبلہ سید محمد عثمان حسینیؒ مرشد پاشاہ صاحب تھے حُسنِ اتفاق کہ حضرت ولی قادری آپ کے پھوپھا خُسر ہوتے تھے لہذا انھوں نے اپنی بھتیجی یعنی

حضرت کی محل محترمہ سے پورا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ اماں تم اپنے شوہر پر جتنا ناز کرو کم ہے کہ اللہ نے تمہیں ایک فرشتہ صفت رفیقِ حیات سے نوازا ہے۔ حضرت کے مکان پر روزانہ آنے والے سائلین کو آپ کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ اسی طرح ہفتہ واری اور ماہ واری امداد کے مستحقین آپ کے دستِ عطا سے اپنی مقررہ تواریخ اور دنوں میں آکر اپنی مانگ پوری کر لیتے۔

برادرِ محترم حضرت حافظ حکیم یحییٰ قادری صاحب مدظلہ بعض ایسے واقعات کے گواہ ہیں کہ حضرت نے انھیں اپنے ساتھ کہیں چلنے کو فرمایا اور گھر سے نکلتے وقت ہی آگاہ کر دیا کہ ہم فلاں راستہ سے گزرتے وقت فلاں مقام پر ایک صاحب ایسے ایسے حلیہ کے ٹھیرے ہوں گے ان کو اتنے روپے دینا ہے نظر رکھو کہیں ہم سڑک کی چہل پہل اور مرور و عبور کی وجہ صرفِ نظر نہ کر بیٹھیں۔ اور واقعی ایسا ہوتا کہ جس طرح خبردار کیا گیا تھا اسی مقام پر وہی حلیہ کے صاحب ٹھیرے ہوتے جب حضرت سے پوچھا جاتا فرماتے کہ ان کی مدد کے لئے ہم کو حکم ملا تھا اس کی تعمیل ضروری تھی۔

دیگر مخلوقات سے محبت | گھر کے غسل خانہ کے ایک گوشہ میں لکڑیاں رکھی ہوتی تھیں جو حسبِ ضرورت پکوان کے لئے اور پانی

گرم کرنے کے لئے استعمال ہوتیں۔ اس وقت نہ تو گیاس کے چولھے تھے اور نہ ہی غسل خانوں میں گیزرس (geysers)

بہر حال ایک دن حضرت غسل کے لئے غسل خانہ میں داخل ہوئے وہاں بلّی نے چار بچوں کو جنم دے رکھا تھا وہ خوف سے بچوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ حضرت آبدیدہ ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے خود کو بار بار یہ کہتے ہوئے رجوع کرتے کہ مولا تعالیٰ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں نے امداً ماں سے بچوں کو نہیں بچھڑایا ہے۔ بچے ابھی چلنے پھرنے کے بھی قابل نہیں تھے آپ اپنے ہاتھ سے روئی کو دودھ میں ڈبو کر ان کی بھوک مٹاتے ان کو پانی پلاتے اور ان کے لئے بیحد متفکر رہتے۔ یہاں تک کہ تین چار دن کے بعد دیکھا گیا کہ وہ بلّی غسل خانہ سے ایک ایک کر کے اپنے بچوں کو اُٹھا کر کسی اور محفوظ مقام پر منتقل کر رہی ہے جب آپ نے یہ منظر خود دیکھا تو خوشی سے آپ کی آنکھیں نمناک ہوگئیں اور اللہ کا شکر بجالاتے ہوئے یہ فرمانے لگے کہ میں پچھلے تین چار دن سے تہجد میں دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس بلّی کو توفیق دے کہ وہ اپنے بچوں کے پاس آئے۔

اور ایک واقعہ یہاں ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے کہ راقم اور برادر محترم حضرت یحییٰ قادری صاحب مدظلہ اپنے بچپن میں ایک دن جب

کہ حضرت قبلہ اور حضرتہ والدہ صاحبہ دونوں گھر پر نہیں تھے۔ گھر میں کئی قسم کے درخت ہونے کی وجہ چڑیاں بہت آتی تھیں دونوں نے ملکر چند چڑیاں پکڑ کر انکو ایک پنجرہ میں بند کرلیا اور خواہش یہ تھی کہ ان کو رنگ لگا کر آزاد کردینگے۔ ایسے میں حضرت تشریف لائے جیسے ہی گھر کے باب الداخلہ پر پہونچے آپ کے سر پر چڑیاں منڈلانے لگیں اور اپنی زبان میں چوں چوں کی صدائیں بلند کرتے ہوئے گویا فریاد کرنے لگیں۔ حضرت نے یکلخت ہم کو آواز دی ہم جب سامنے حاضر ہوئے تو سوال کیا کہ کیا تم لوگوں نے چڑیاں پکڑی ہیں ہم نے عرض کی جی ہاں پوچھا کس لئے! ہم نے عرض کیا کہ جی کچھ نہیں صرف رنگ لگا کر چھوڑ دینا مقصود ہے فرمایا دیکھو وہ شکایت کررہی ہیں کہ تم لوگوں نے ان میں سے بعض کو پکڑ لیا ہے فرمایا فوری چھوڑ دو کہ وہ بزرگوں کے گھروں میں پناہ لیتے ہیں اور یہ مکان ہمارے حضرت یحیٰؒ سرکار کا ہے۔

آپ کا مکان چونکہ لبِ سڑک واقع ہے تو کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ جانور (بکری) جو سڑک سے گزرتے ہیں ان کے ساتھ چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں اور وہ اپنے کنبہ کا ساتھ دے نہیں پاتے اور بچھڑ کر چیخنے لگتے ہیں ان کی یہ آوازیں سن کر آپ بے چین ہوجاتے۔ اور ہم لوگوں کو حکم

کرتے کہ دیکھو شاید وہ بھوکے بھی ہیں گھر کے درختوں سے پتہ توڑ وا کر اپنے ہاتھ سے ان کو کھلاتے۔

ایک دن ایک بکری کا بچہ سڑک پر بیحد چلّا رہا تھا تحقیق پر پتہ چلا کہ اس کی ماں مرے ہوئے ایک ہی دن ہوا۔ حضرت قبلہ اُس کو بھی پتہ ہاتھ سے کھلانے لگے اس دن سے وہ ایسے مانوس ہو گیا تھا کہ حضرت اپنے نعمت خانہ کا دروازہ کھولتے ہی وہ چوکڑیاں بھرتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آجاتا اور حضرت کے پہلو میں کھڑا ہو جاتا اور حضرت کے ہاتھ سے پتہ کھاتا حضرت شفقت سے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے جاتے۔

کرامات: یہاں طوالت کے خوف سے چند کرامات کے بیان پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ اہلِ خاندان اور اہلِ سلسلہ بہت سی کرامات کے گواہ ہیں۔

یحییٰ سرکار کے ایک مرید بڑی عُسرت کی زندگی گزار رہے تھے۔ ایک دن ایسا بھی آگیا کہ گھر میں پکوان کے لئے کچھ نہیں تھا۔ حضرت صبح کی اولین ساعتوں میں ان پیر بھائی کے مکان پہونچے اور آمد سے متعلق استفسار پر فرمایا کہ بس یوں ہی چہل قدمی کے لئے نکلا تو آپ کے مکان آگیا۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد ان سے پانی پلانے کی

خواہش کی جب وہ اٹھ کر گئے تو ان کی نشست کی جگہ پر ایک لفافہ رکھ چھوڑا جس میں دو ہزار پانچ سو روپے تھے۔ حضرت کے ایک مرید یٰسین میاں نامی شاہ گنج میں رہتے تھے مکان منتقل کرنا چاہتے تھے لیکن مناسب مکان دستیاب نہ تھا اچانک شبلی گنج میں مکان مل گیا اور وہ منتقل ہو گئے اتفاق امر کہ نئے مکان میں منتقل ہوتے ہی وہ شدید بخار کا شکار ہو گئے اور مرض کی شدت میں اپنے پیر کو پکارنے لگے رات بڑی بیکلی میں کٹی۔ علی الصبح دروازہ پر کھٹکا ہوا دروازہ کھلا تو معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ ان کی خبرگری کے لئے مکان پر کھڑے ہیں۔ فرطِ مسرت سے مریض خود بستر سے اُٹھ کر استقبال کے لئے دروازہ پر پہونچا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت میں کل رات سے مسلسل آپ کو یاد کر رہا تھا۔ زہِ نصیب آپ تشریف لائے لیکن یہ فرمایئے کہ یہ نئے مکان کا پتہ کیسے مل گیا اس پر حضرت نے خاموشی اختیار کی ہر چند کھوج اور اصرار پر بھی اس راز سے پردہ نہ اُٹھ سکا۔

حضرت سے وابستہ ایک خاتون اور ان کے شوہر کے درمیان کسی معاملہ پر نزاع چل رہی تھی اور بحث و تکرار نے شدت کا رخ لے لیا۔ بیوی نے شوہر سے کہا کہ چلو میرے مرشد کے پاس وہ جو تصفیہ کریں

ہم مان لیں گے شوہر نے کہا کہ میں بھی اُنھیں بزرگ مانتا ہوں ٹھیک ہے حضرت ہی سے تصفیہ کرالیں گے۔ رات اسی کشاکش میں کٹی صبح ہوئی تو حضرت مکان پر رونق افروز تھے۔ شوہر و بیوی ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھتے رہے کہ اخر کون بلایا اور یہ کیسے آگئے۔ حضرت سے تشریف رکھنے کی خواہش کی گئی تو فرمایا ہاں ہاں میں فرصت ہی میں آیا ہوں حضرت سے زوجین نے خواہش کی کہ حضرت ہمارے ساتھ ناشتہ فرمائیں تو حضرت نے فرمایا کہ میں ناشتہ کر کے آیا ہوں آپ لوگ کھالیں پھر گفتگو ہوگی دونوں نے ناشتہ سے فراغت پائی تو حضرت نے پوری گفتگو میں زوجین کے حقوق بیان فرمائے اونزاع کی صورت میں کس طرح تعلقات کو بگڑنے سے بچایا جائے سمجھایا اور دونوں ہی کو نصیحت فرمائی ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ خاندان کے اندرونی بھونچال سے پوری طرح باخبر ہیں اور یہ کہ وہ صرف ان دونوں کو سمجھانے کے لئے ہی آئے ہیں۔

احقر (وقار قادری) کا ۱۹۷۳ء میں اپین ڈِکس کا آپریشن مقرر ہوا عرصہ سے راقم اس عارضہ کا شکار تھا۔ ۱۳۔ اگست روز جمعہ آپریشن کا دن مقرر ہوا اور صبح نو بجے آپریشن تھیٹر لیجایا گیا مریض کی ضد تھی کہ والد بزرگوار و پیر و مرشد بوقت آپریشن تھیٹر میں اس کے ساتھ

رہیں۔ تینوں محترم برادران حضرت سید غوث محی الدین حسینی حضرت غلام محمد بیکس نواز حسینی اور حضرت ظہیر الدین یحیٰ حسینی والد بزرگوار کے ساتھ آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے ہوئے تھے اور اُدھر آپریشن تھیٹر میں اسی وقت مریض اپنے والد و پیرو مرشد کی معیت سے مطمئن تھا کہ شاید ڈاکٹر نے اس کی خواہش پوری کردی اور حضرت کو آپریشن تھیٹر میں بلالیا۔ آپریشن کے بعد جب راقم کو ہوش آیا تو راقم نے اندر کا حال سنایا جب کہ برادرانِ محترم حیران کہ حضرت قبلہ ان کے ساتھ تھے۔

برادر محترم حضرت یحیٰ میاں صاحب مدظلہ سے ایک دفعہ گفتگو کرتے ہوئے سیاسی حالات سے متعلق استفسار فرمایا یہ اس وقت کی بات ہے جب این ٹی راما راؤ کا دور چل رہا تھا اور بظاہر اس کی حکومت بہت مضبوط دکھائی دیتی تھی۔ برادر محترم فرماتے ہیں کہ ایک خواب کے ضمن میں حضرت نے دوران گفتگو یہ فرمایا کہ تم دیکھو گے کہ یہ حکومت راتوں رات گرے گی اور زوال کا سبب کانگریس یا کوئی اور جماعت کی حکمت یا تدبیر نہیں ہوگی بلکہ چیف منسٹر کا داماد خود اس کی حکومت گرائے گا چنانچہ ٹھیک ایسا ہی ہوا۔

بعض اوقات ایسا ہوتا کہ ہم بھائیوں میں سے کوئی صاحب خواب دیکھتے اور صبح اُٹھ کر کہنا بھول جاتے تو حضرت خود ہی پوچھتے ہاں جناب

آپ نے رات کیا خواب دیکھا اگر خواب بیان کرنے میں کبھی کوئی چوک یا لغزش ہو جاتی تو خود ہی تصحیح کرتے ہوئے فرماتے کہ ایسا دیکھے یا ایسا۔

ارشادات وتعلیمات اپنی روز مرہ کی زندگی میں چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے دوران گفتگو حکمت کے موتی لٹاتے رہتے ان میں سے صرف چند ارشادات ہی پیش کیے جا رہے ہیں۔

(۱) جانِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدتنا فاطمۃ الزہرا سیدۂ کونین ہیں

(۲) مرے آقا کا جشن ولادت منانا اور خوشی کا اظہار کرنا کامل ایمان کی نشانی ہے اور سید الشہدا سرکار امام حسین کا غم منانا بھی کامل ایمان کی نشانی ہے۔ ایک کُلِّیہ یاد رکھو کہ۔ میرے آقا کی ولادت کی خوشی کے آگے کسی کے غم کی اہمیت نہیں اور سید الشہدا ء کے غم کے آگے کسی کی خوشی کی اہمیت نہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر میرا انتقال ۱۱ ربیع الاول کو ہو جائے تو میری میت کو ایک کمرہ میں رکھ دو اور میرے آقا کی ولادت کا جشن پورے تزک واحتشام کے ساتھ منانا گھر پر ہر سال کی طرح روشنی کرنا ایک دوسرے کو میلاد شریف کی مبارک باد دینا۔ جشن سے فراغت کے بعد میری نماز جنازہ پڑھانا اور خاموشی سے دفن کر دینا۔ کہیں آپ سوچیں گے کہ والد کی فاتحہ سیوم یا ماہانہ فاتحہ سے قبل

جشن میلاد کیسے منائیں۔اس شعر کو یاد رکھو۔

ہم سے کتنے ہی تری راہ میں برباد رہیں
تو سلامت رہے کوچہ تیرا آباد رہے

کمال کی بات یہ ہے کہ حضرت کا وصال ماہ میلاد کی چاندرات یعنی ۲۹۔صفر کو ہوا (مخفی مبادکہ حضرت کے مکان پر حضرت کے صاحبزادے حضرت یحییٰ میاں صاحب مدظلہ ہر سال گیارہ ربیع المنور کو جشن کا اہتمام کرتے اور اہل قرابت اور اہل سلسلہ کو اس میں مدعو کرتے ہیں)

(۳) کوئی بھی کام بغیر استخارہ کے نہ کرو کیونکہ اللہ کی مرضی سے جو کام ہوتا ہے اس میں کامیابی و فیروز مندی ملتی ہے اور جو کام اللہ کی مرضی کے بغیر ہوتا ہے تو اس سے ندامت اور پشیمانی ہاتھ آتی ہے

(۴) اگر تم لوگ زندگی میں اللہ کا کرم چاہتے ہو تو اپنے دروازہ سے کسی سائل کو خالی نہ لوٹاؤ اگر اس کی مانگ پوری نہ کر سکو تو اپنی بساط کے مطابق ہی دے کر رخصت کرو۔تمہارے پاس بعض اوقات آزمائش کے لئے بھی سائل قدرت کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔

(۵) اگر کبھی کسی کی کوتاہیوں کے متعلق گفتگو چھڑ جاتی تو آپ

کبیدہ خاطر ہو جاتے اور فرماتے کہ بیٹے سب سے برے تو ہم ہیں سب لوگ اچھے ہیں اور فرماتے جو لوگوں کی زندگیوں میں جھانکتا ہے اس کو خود اپنی زندگی کا محاسبہ کرنے اور خود کو دیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور جو خود اپنے آپ کو دیکھتا ہے اسے دوسروں کو دیکھنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔

(۶) کچھ لوگ عبادتوں اور ریاضتوں سے اپنی صبح و شام سنوارتے ہیں مگر اپنے غصہ پر قابو نہیں رکھتے اور اپنی زبان سے لوگوں کا دل دُکھا دیتے ہیں کبھی کسی کو جھڑک دیا اور کبھی کسی کو بُرا بھلا کہہ دیا ایسے لوگوں کے اعمال اللہ کے پاس بے وزن ہو جاتے ہیں۔

(۷) ہمیشہ ٹکراؤ سے بچو کیونکہ اللہ کو نفاق اور ٹکراؤ پسند نہیں وہ اتحاد و محبت کو پسند کرتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ٹکراؤ سے ہر دو کا نقصان ہوتا ہے کسی کا کم اور کسی کا زیادہ۔ مثال کے طور پر جب بارش ہوتی ہے تو بادل پہاڑ سے ٹکراتے ہیں اور اپنا وجود کھو دیتے ہیں اور پہاڑ اس ٹکراؤ سے نم ہوتے ہیں اور کبھی ان میں شگاف آ کر وہ بھی بکھر جاتے ہیں۔

(۸) کسی کی غیبت اور چغلی پر سخت ناراض ہو جاتے اور فرماتے کہ اس گناہِ بے لذت سے نیکوکار بدکار اور بدکار نیکوکار ہو جاتے

ہیں۔یعنی نیکی کرنے والا جب کسی گنہگار کی غیبت کرتا ہے تو اس کی نیکیاں اس گنہگار کو دیدی جاتی ہیں اور اس کے گناہ اس نیکوکار کے حصہ میں آجاتے ہیں۔

(۹) ہمیشہ افراط و تفریط سے بچو کہ انتہا پسندی خسارے کا موجب ہوتی ہے اور میانہ روی میں سلامتی ہے۔

(۱۰) کسب حلال اور صدقِ مقال کی تاکید فرماتے اور حرام روزی اور جھوٹ کے نقصانات سے متنبہ فرماتے۔

(۱۱) فرماتے کہ ہمیشہ ظلم سے بچو۔ظلم تباہی و بربادی کی طرف لے جاتا ہے۔ساتھ ہی دوسرے کو اپنے پر ظلم کا موقع بھی نہ دو لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یا تو ظالم بننے کی صورت ہوتی ہے یا مظلوم ایسی صورت میں مظلوم بن جاؤ کہ مظلوم کیساتھ اللہ اور ظالم کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

(۱۲) حصولِ علم دین کے لئے ہمیشہ ہمیں تاکید فرماتے اور فرماتے کہ علم دین بڑی دولت ہے اور سلوک کی منازل طے کرنے میں بڑا ممد و معاون ہوتا ہے۔

(۱۳) ہمیشہ تقویٰ و پرہیزگاری کی تعلیم دیتے اور امانت داری و

ایفائے عہد کی پابندی کا حکم فرماتے۔

(۱۴) فرماتے کہ حسنِ اخلاق کو مضبوطی سے تھامے رہو یہ مومن کی زندگی کی زینت ہے اور کل قیامت میں میزان میں اس کا بہت وزن رہے گی۔

(۱۵) دورانِ علالت جب کہ آپ نظامس آرتھوپیڈک میں علاج کی غرض سے شریک تھے تو معالجین اور خدمت گزاروں کو بار بار یہ فرماتے کہ مجھے نیند کا انجکشن نہ دیا جائے کہ اس سے غفلت طاری ہوتی ہے اور یہ احتمال رہتا ہے کہ نیند کے غلبے سے تہجد ناغہ ہو جائے اور فرمایا کہ الحمدللہ میں پانچ سال کی عمر سے تہجد کا پابند ہوں۔

معمولات۔عادات واطوار | آپ کی زندگی سنتوں سے ماموراور ہر ادا اتباع سنت کا نمونہ تھی اور آپ شرع شریف کے سختی سے پابند تھے۔ ہر روز تین بجے شب سے بیدار رہنا آپ کا معمول تھا۔ تہجد کے بہت سختی سے پابند تھے اکثر گریہ فرماتے دوران عبادات آنکھیں نم رہتیں۔روزانہ قرآن شریف کی تلاوت لازمی عمل تھا۔ فجر کے بعد سے اشراق تک مسجد میں قیام فرماتے۔ پھر بارگاہ حضرت خواجہ محبوب اللہ میں بڑے ہی خشوع وخضوع کیساتھ حاضری ہوتی اور پھر اپنے والد و پیرو

مرشد حضرت یحیٰی پاشاہؒ قبلہ کے آستانہ ریاض مدینہ مصری گنج میں حاضری ہوتی۔ پھر دفتر سے واپسی میں ریاض مدینہ حاضر ہوتے اور کبھی دو سے زائد مرتبہ بھی حاضر ہوتے۔ چاشت کی نماز کی ادائیگی کے بعد دفتر کو تشریف لیجاتے۔ مغرب اور عشاء کے درمیان مراقب رہتے اور پھر نوافل ادا فرماتے اور عشاء کے بعد گھر کے بالائی حصہ پر تشریف لیجاتے اور مصلیٰ بچھا کر تفصیل سے نوافل ادا فرماتے۔

فطرۃً آپ بہت سنجیدہ اور بزلہ سنج اور نرم خو تھے اللہ تعالےٰ نے حُسن صورت اور حسن سیرت کے ساتھ ساتھ صوتی حسن بھی عطا فرمایا تھا جسکا اظہار فجر کی نماز میں جب امامت فرماتے تو ہوتا اور آواز کی بلندی ایسی ہوتی کہ مسجد کے آس پاس کے مکانات والے آپ کی قرأت سے لطف اندوز ہوتے اسی طرح قصیدہ بردہ شریف میں بالعموم آپ آخری تعطیرہ پڑھتے تو عجب لطف آتا۔ طبیعت میں شگفتگی اور مزاح بھی تھا۔ خاندان اور محلّہ کے چھوٹے بچوں سے بڑا ہی لطیف مزاح فرماتے اور پڑوس میں موجود دوکان سے ان بچوں کو ان کی خواہش کے مطابق اشیاء دلاتے۔

طبیعت میں نفاست بہت تھی اور بڑے ہی ذوقِ سلیم کے مالک تھے تواضع آپ کا طرۂ امتیاز تھا قناعت آپ کا وطیرہ تقویٰ وطہارت آپ

کا شعار اور صبر و شکر آپ کا مزاج۔ عفو و درگزر آپ کا قرینہ۔ محبت و شفقت آپ کی فطرت۔ جوانی ہی سے ورزش کا شوق تھا اور یہ معمول آپ کی کبر سنی تک جاری رہا۔ اپنے احباب اور ہم نشینوں میں بیحد محترم اور سب کے محبوب تھے اہل قرابت کی خبرگری آپ کی عادت تھی۔ سیر و تفریح کو پسند فرماتے تھے۔ فنونِ سپہ گری سے خاصی دلچسپی تھی۔ اور لکڑی۔ چاقو۔ تلوار اور بندوق چلانے میں مہارت حاصل تھی کتب کے مطالعہ سے بڑا شغف تھا۔ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق انگیزی اور تلگو زبان بھی سیکھی تھی۔

انتقال: اللہ کے فضل و کرم سے دینی اور دنیوی دونوں ہی اعتبارات سے آپ نے اپنی زندگی کے لگ بھگ پچھیتر کامیاب برس گزارے۔ اور دوسروں کے لئے ایک مثالی خدارسیدہ زندگی بسر کر کے یہ درس دیا کہ دنیا میں رہتے ہوے بھی دنیا سے کس طرح بے گانہ رہا جاسکتا ہے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ساتھ ایک بندۂ مومن کیسے متوازن زندگی گزار سکتا ہے۔ آخر ۲۹۔ صفرالمظفر سنہ ۱۴۱۰ھ م یکم اکتوبر سنہ ۱۹۸۹ء رات نو بجے آپ نے اس دارِ فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ فرمایا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

تاریخ ولادت و وصال
مع تاریخ عمر بہ عیسوی و ہجری
حضرت سیدی سید عثمان حسینی ذکیؔ علیہ الرحمہ

ذاتِ عثمان جہاں میں آئی تھی — "طرفہ تر خوش پسند" ہستی تھی
۱۹۱۶ء

جب وہ دنیا سے لے گئے تشریف — "خندہ رو پاک ذات" لگتی تھی
۱۹۸۹ء

عیسوی سال پر جو ڈالی — عمر "کمیاب" زندگی کی تھی
۷۳ء

اور پھر احمدؔ نے سال ہجری سے
عمر دیکھی تو "جاودانی" تھی
۷۵ء

نتیجۂ فکر

ڈاکٹر مولانا سید غوث علی سعید احمدؔ حنبلی

فہرست مطبوعات

ریاض مدینہ پبلیکیشنز

حالات شاہ: حالات حضرت سید پرورش علی حسینی شاہؔ قدس سرہ

عقائد شاہ: رسالہ مؤلفہ حضرت سید پرورش علی حسینی شاہؔ قدس سرہ

گلدستۂ تجلیات: حضرت خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ خلقؔ قدس سرہ

اذکار غیب: مجموعہ کلام حضرت محمد عثمان حسینی فائقؔ قدس سرہ

انوار غیب: حضرت سید محمد یحیٰ پاشاہ حاذقؔ قبلہ قدس سرہ

نور بصیرت: حضرت سید محمد یحیٰ پاشاہ حاذقؔ قبلہ قدس سرہ

بیعت ونسبت: حضرت سید محی الدین حسینی محیؔ قبلہ قدس سرہ

مختصر فقہ حنبلی: حضرت سید محی الدین حسینی محیؔ قبلہ قدس سرہ

اظہار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید محمد عثمان حسینی ذکیؔ قدس سرہ

نغمۂ فطرت: مجموعہ کلام حضرت سید محمد صدیق حسینی عارفؔ قادری مدظلہ

نغمۂ محبت: مجموعہ کلام حضرت سید ابوعبداللہ الحسین شہنشاہ قادری مدظلہ

نمونہ توقیر پیر: مضمون حضرت سید ابوعبداللہ الحسین شہنشاہ قادری مدظلہ

فضائل النوافل: تالیف حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہ ؒ

بوئے طیبہ: مجموعہ کلام حضرت سید بیکس نواز شارقؔ ؒ

دیوان شاہ: مجموعہ کلام حضرت سید پرورش علی حسینی شاہؔ قدس سرہ

زاد آخرت: حضرت خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ خلقؔ قدس سرہ

افکار غیب: حضرت خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ خلقؔ قدس سرہ

مظہر انوار: حالات حضرت سید محمد یحیٰ پاشاہ حاذقؔ قبلہ قدس سرہ

نور ہدایت: تالیف حضرت سید محمد یحیٰ پاشاہ حاذقؔ قبلہ قدس سرہ

گفتار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید محی الدین حسینی محیؔ قبلہ قدس سرہ

باران رحمت: حضرت سید محی الدین حسینی محیؔ قبلہ قدس سرہ

انوار مدینہ: حضرت سید محمد ابراہیم حسینی واثقؔ قبلہ قدس سرہ

بہتی آنکھیں: مجموعہ کلام محل حضرت سید محمد قادری قبلہ قدس سرہ

حالات پیر طریقت: مضمون حضرت سید ابوعبداللہ الحسین شہنشاہ قادری مدظلہ

باران حکمت: مجموعہ مضامین حضرت سید ابوعبداللہ الحسین شہنشاہ قادری مدظلہ

فکر و آگہی: مجموعہ مضامین حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہ ؒ

حکایت بخاری: تالیف حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہ ؒ

اسرار غیب: مجموعہ کلام ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی

گلدستۂ ارشادات شرح ارشادات: حضرت خواجہ محبوب اللہ قدس سرہ، شارح ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی

Light of Guidance (English version of Noor-e-Hidayat) by Aafia Hussaini

ملنے کا پتہ

ریاض مدینہ اسلامی مرکز

ریاض مدینہ مصری گنج، حیدرآباد

www.rmp.qps.com

www.rmislamiccentre.com

Mobile # 9885091794